بسم اللہ الرحمن الرحیم
حدّ السنان لقتال حکومة وجیش باکستان
اردو ترجمہ بنام
اللہ کی شریعت سے باغی ومرتد حکومت
اور اس کی افواج سے قتال کرنے کے
شرعی دلائل
مؤلف: شیخ الاسلام امام ابویحییٰ اللیبی
اردو ترجمہ: ابوعمار مہاجر
بقلم
الشیخ أبو یحیی اللیبی حفظہ اللہ
حسن قائد
انٹرنیٹ ایڈیشن
مسلم ورلڈ ڈیٹا پروسیسنگ پاکستان
website : http://www.muwahideen.tk
Email : info@muwahideen.tk

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حدُّالسنان لقتال حكومة وجيش باكستان

اردو ترجمہ بنام

اللہ کی باغی حکومت اور اس کی افواج سے قتال کرنے کے شرعی دلائل

مؤلف: شیخ الاسلام امام ابویحییٰ اللیبی حفظہ اللہ

اردو ترجمہ: ابوعمار مہاجر حفظہ اللہ

انٹرنیٹ ایڈیشن

مسلم ورلڈ ڈیٹا پروسیسنگ پاکستان

website : http://www.muwahideen.tk

Email : info@muwahideen.tk

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللّٰہ والصلاۃ علی رسول اللہ والسلام علیٰ آلہ وصحبہ اجمعین امابعد!

جب ہم ان تکالیف اور مصائب پر غور کرتے ہیں جو تسلسل کے ساتھ امت مسلمہ پر آرہی ہیں تو ان کے اسباب ہمیں واضح طور پر نظر آتے ہیں جو امت مسلمہ نے اختیار کرر کھے ہیں یعنی شریعت اسلامی کو ایک طرف رکھ دینا۔اس کو اپنی زندگی سے یکسر نکال پھینکنا۔حالانکہ پہلے مسلم ممالک میں شریعت ہی نافذ تھی مگر رفتہ رفتہ یہ ممالک جہالت کے سمندر میں اترتے چلے گئے اب یہ اپنا رخ کبھی مشرق کی طرف کرتے ہیں کبھی مغرب کی طرف اب یہ کفار سے ان کے افکار،نظریات اور سیاسی اور اقتصادی قوانین لیتے ہیں۔اب یہ امت کفار کے طریقوں پر چل رہی ہے۔ان کی نقالی کررہی ہے ان کے سراب کے پیچھے دوڑ رہی ہے تاکہ اس خلا کو پر کرسکے جو شریعت اسلامی کو چھوڑ دینے سے پیدا ہوا ہے مگر اس سراب کے پیچھے دوڑنے سے اس کی پیاس میں مزید اضافہ ہوا ہے اس کی جاہلیت مزید پختہ ہوگئی ہے اور اس دین سے مزید دور ہوگئی ہے جو اس کو ہر قسم کا تحفظ فراہم کرتا تھا جو اس کی زندگی کا ضامن تھا اللہ کی شریعت سے جو بھی منہ موڑتا ہے اور کسی اور سے تعلق جوڑتا ہے اس کی یہی سزاء ہوتی ہے کہ وہ حیراں وسرگرداں،مضطرب اور پریشان رہتا ہے۔مصائب وتکالیف میں گھرا رہتا ہے۔تنگی وسستی اس کا مقدر بنتی ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے﴿وَ مَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِکْرِیْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِیْشَةً ضَنْكًا وَّ نَحْشُرُهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اَعْمٰی(طٰہٰ:124)﴾''جس نے میرے ذِکر(دین)سے منہ موڑلیا اس کی زندگی تنگ ہوگئی اور قیامت کے دن ہم اس کو اندھا اٹھائیں گے''۔ابن کثیر رحمہ اللہ اس آیت کے ضمن میں فرماتے ہیں:''جو اللہ کے حکم کی مخالفت کرتا ہے اور جو کچھ اللہ نے رسولوں پر نازل کیا ہے اس سے اعراض کرتا ہے اسے بھول کر یا چھوڑ کر کہیں اور سے رہنمائی حاصل کرتا ہے تو اس کی زندگی اس کی معیشت تنگ ہوجاتی ہے یعنی دنیا میں اسے سکون اور اطمینان نصیب نہیں ہوتا اس کا سینہ گمراہی کی وجہ سے ہمیشہ تنگ

رہتا ہے اگر چہ بظاہر وہ خوشحال نظر آتا ہے جو مرضی ہو کھاتا ہے جو چاہے پہنتا ہے کسی چیز کی کمی نہیں ہوتی ۔جہاں چاہے رہتا ہے ۔مگر جب تک اس کے پاس ہدایت اور یقین نہ ہو وہ حیرت ،شک اور پریشانی میں مبتلا رہتا ہے ہمیشہ شکوک وشبہات اور تردد میں رہتا ہے تنگ معیشت سے یہی مراد ہے'' (ابن کثیر: 323/5) ۔جس طرح یہ تنگی عذاب اور حیرت وتردد افراد میں ہوتا ہے اسی طرح یہ ان معاشروں اور ملکوں کے ساتھ بھی یہی ہوتا ہے جو حق سے دور ہو جاتے ہیں اور ہدایت کو ترک کر دیتے ہیں اور کمتر باتوں پر متوجہ ہوتے ہیں ،خواہشات کے پیچھے لگ جاتے ہیں باطل کی صحراؤں میں ہانپتے جاتے ہیں ۔اس کے ان میں جو بگاڑ اور فساد پیدا ہوتا ہے اور اس پر جو عذاب نازل ہوتے ہیں ان کا اندازہ کرنا مشکل نہیں ہے۔

جب کسی بستی پر رحمتیں اور برکتیں نازل ہوتی ہیں اور اس بستی میں ایمان بھی ہوتا ہے تقویٰ اور اصلاح بھی موجود ہو استقامت بھی ہو اور جب اس بستی کی حالت بدل جاتی ہے تو یہ رحمتیں اور برکتیں بھی اٹھ جاتی ہیں اور بہتر چیز کے بجائے انہیں کمتر دیدی جاتی ہے ۔تیرا رب کسی پر ظلم نہیں کرتا جیسا کہ وہ فرماتا ہے ﴿وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰٓى اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ وَلٰكِنْ كَذَّبُوْا فَاَخَذْنٰهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ (اعراف:96)﴾ ''اگر بستیوں والے ایمان لے آتے ،تقویٰ اختیار کرتے تو ہم ان پر آسمانوں زمینوں کی برکتیں کھول دیتے لیکن انہوں نے جھٹلایا تو ہم نے ان کو پکڑ لیا ان کے کرتوتوں کی وجہ سے''۔دوسری جگہ فرماتا ہے ﴿وَلَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ مِّنْ رَّبِّهِمْ لَاَكَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ مِّنْهُمْ اُمَّةٌ مُّقْتَصِدَةٌ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ سَآءَ مَا يَعْمَلُوْنَ (المائدہ:66)﴾ ''اگر یہ (اہل کتاب) تورات اور انجیل قائم کرتے اور جو کچھ ان کی طرف ان کے رب کی طرف سے نازل ہوا تھا (وہ قائم کرتے) تو یہ اپنے اوپر اور نیچے سے (آسمان اور زمین سے) کھاتے اور ان میں سے ایک گروہ میانہ رو ہے اور بہت سے ان میں برے عمل کرنے والے ہیں''۔فرماتا ہے ﴿وَّ اَنْ لَّوِ اسْتَقَامُوْا عَلَى الطَّرِيْقَةِ لَاَسْقَيْنٰهُمْ مَّآءً غَدَقًا ،لِّنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ وَمَنْ يُّعْرِضْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهٖ يَسْلُكْهُ عَذَابًا

صَعَدًا(جن: 16-17) ﴾ ''اگر یہ سیدھے راستے پر قائم رہتے تو ہم ان کو بہت پانی پلاتے تاکہ ہم ان کو آزمائیں اس میں اور جو اپنے رب کے ذکر سے اعراض کرتا ہے اسے سخت عذاب میں داخل کرے گا''۔فرمان باری تعالیٰ ہے﴿مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَ هُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً وَ لَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (نحل:97) ﴾''جس نے صالح عمل کیا مرد ہو یا عورت اور وہ مؤمن بھی ہو تو ہم اسے پاکیزہ زندگی دیں گے اور ان کو ان کے اعمال کا بہترین اجر دیں گے''۔اسکے برعکس جب ظلم یعنی کفر اور شریعت سے نفرت عام ہوتی ہے۔عدل ختم ہوجاتا ہے ۔برائیاں پھیل جاتی ہیں۔معصیات کی کثرت ہوجاتی ہے تو بحر و بر میں فساد پھیل جاتا ہے۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں بتادیا ہے﴿ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيْقَهُمْ بَعْضَ الَّذِيْ عَمِلُوْا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ (روم:41) ﴾''خشکی اور تری میں لوگوں کے اعمال کی وجہ سے فساد پھیل گیا ہے تاکہ اللہ ان کو ان کے بعض اعمال کا مزہ چکھائے عجب نہیں کہ وہ باز آجائیں''۔اللہ فرماتا ہے﴿ وَ مَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَ يَعْفُوْ عَنْ كَثِيْرٍ (شوریٰ:30) ﴾''تمہیں جو بھی مصیبت پہنچتی ہے وہ تمہارے اعمال کی وجہ سے ہوتی ہے اور (اللہ) بہت سوں سے درگذر کرتا ہے''۔

ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں ہم رسول ﷺ کے پاس تھے آپ ﷺ نے پوچھا تمہاری کیا حالت ہوگی جب تم میں پانچ باتیں پیدا ہوجائیں گی۔میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں کہ وہ تم میں ہوں یا تم انہیں پاؤ:

① جس کسی قوم میں فحاشی عام ہوجاتی ہے اور کھلے عام اس کو اختیار کرلیا جاتا ہے تو اس قوم میں طاعون اور ایسی تکالیف پیدا ہوجاتی ہیں جو ان کے اسلاف میں نہیں تھیں۔

② جب کوئی قوم زکاۃ دینے سے رک جاتی ہے تو ان پر آسمان سے بارشیں آنا بند ہوجاتی ہیں۔

③ جب کوئی قوم ناپ تول میں کمی کرنے لگ جاتی ہے تو ان پر قحط سالی مشکل حالات،ظالم

حکمران مسلط ہو جاتے ہیں۔

④ اور جب کسی قوم کے امراء اللہ کے دین کے خلاف فیصلے کرنے لگ جاتے ہیں تو اللہ ان پر ان کے دشمن مسلط کر دیتا ہے۔

⑤ اور جب کوئی قوم کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کو معطل کر دیتی ہے تو اللہ اپنی پکڑ نازل کر دیتا ہے (رواہ البھیقی فی شعب الایمان) یہ بیہقی اور ابن ماجہ کی روایت کے الفاظ ہیں امام حاکم نے کہا یہ حدیث سنداً صحیح ہے۔

یہ سب کچھ اس وجہ سے ہوتا ہے کہ لوگ اس مخمصے میں رہتے ہیں کہ جو کچھ اللہ نے حق کی صورت میں اپنے نبی پر نازل کیا ہے اس کی اتباع کریں یا اپنی خواہشات کی جو شیطان نے ان کے لئے مزین کر دی ہیں جس کا نتیجہ فساد و نقصان کے سوا کچھ اور نہیں ہے جیسا کہ اللہ فرماتا ہے ﴿وَ لَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ اَهْوَآئَهُمْ لَفَسَدَتِ السَّمٰوٰتُ وَ الْاَرْضُ وَ مَنْ فِيْهِنَّ بَلْ اَتَيْنٰهُمْ بِذِكْرِهِمْ فَهُمْ عَنْ ذِكْرِهِمْ مُّعْرِضُوْنَ (مومنون:71)﴾ ''اگر حق ان کی خواہشات کی اتباع کرنے لگے تو آسمان و زمین میں فساد پھیل جائے بلکہ ہم ان کا ذکر لے کر آئے ہیں مگر وہ اپنے ذکر سے اعراض کرتے ہیں''۔ چنانچہ دنیا میں صرف دو قسم کے فیصلے ہیں۔ (۱): شرعی فیصلے جن کا اللہ نے حکم دیا کہ بندے ان پر ایمان لائیں اور ان پر چلیں اور ان کے مطابق فیصلے کریں یہی مضبوط دین ہے۔ (۲): جہالت کے فیصلے یہ وہ فیصلے ہیں جو خواہشات انسانی پر مبنی ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس قسم کے لوگوں کی تمام قسم کی کاوشوں کو ہرگز قبول نہیں کرتا چاہے وہ کتنی مزین کیوں نہ ہوں۔ جیسا کہ اللہ فرماتا ہے ﴿اَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُوْنَ وَ مَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ (مائدہ:50)﴾ ''کیا یہ جاہلیت کے فیصلے چاہتے ہیں جبکہ اللہ سے بہتر کون فیصلہ کرنے والا ہے (یہ بات) یقین کرنے والی قوم کو سمجھ آ سکتی ہے''۔ دوسری جگہ فرمایا ﴿فَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ وَ مَنْ تَابَ مَعَكَ وَ لَا تَطْغَوْا اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ (ھود:112)﴾ ''قائم رہیں آپ جس طرح آپ کو حکم دیا گیا ہے آپ کو اور ان لوگوں کو جنھوں نے توبہ کی آپ کے ساتھ اور نہ زیادتی کرو بے شک وہ اللہ جو تم اعمال کرتے ہو ان سے باخبر ہے''۔ اللہ

فرماتا ہے﴿فَاسْتَمْسِكْ بِالَّذِيْٓ اُوْحِيَ اِلَيْكَ اِنَّكَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ(زخرف:43)﴾''اے نبی آپ اس وحی کو مضبوطی سے تھام لیں جو آپ کی طرف وحی کی گئی ہے بے شک آپ صراط مستقیم پر گامزن ہیں''۔اور فرمایا﴿فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ اِنَّكَ عَلَى الْحَقِّ الْمُبِيْنِ(نمل:79)﴾''اے نبی اللہ پر بھروسہ کیجئے بے شک آپ واضح حق پر ہیں''۔مزید فرمایا﴿ثُمَّ جَعَلْنٰكَ عَلٰى شَرِيْعَةٍ مِّنَ الْاَمْرِ فَاتَّبِعْهَا وَ لَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ، اِنَّهُمْ لَنْ يُّغْنُوْا عَنْكَ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا وَ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ وَ اللّٰهُ وَلِيُّ الْمُتَّقِيْنَ (جاثية:19)﴾''پھر ہم نے آپ کو دین کی ظاہر راہ پر قائم کر دیا آپ اسی پر لگے رہیں اور نادانوں کی خواہشات کی پیروی نہ کریں یہ لوگ اللہ کے سامنے ہرگز آپ کے کام نہیں آسکتے ظالم لوگ آپس میں ایک دوسرے کے رفیق ہوتے ہیں پرہیز گاروں کا کارساز اللہ تعالیٰ ہے''۔اور اللہ فرماتا ہے﴿فَذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمُ الْحَقُّ فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلٰلُ فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ (یونس:32)﴾''یہ وہ اللہ ہے جو تمہارا حقیقی رب ہے پس حق کے بعد گمراہی ہوتی ہے پس تم کہاں پھرتے ہو''۔

لہٰذا شریعت کو قائم اور اس کے احکامات کو لوگوں پر لاگو کرنا نفلی اعمال یا دیگر ان فضیلت والوں کاموں کی طرح نہیں جس کو کرنا ثواب نہ کرنے پر کوئی سزا نہیں بلکہ یہ بنیادی فریضہ ہے کیونکہ اسی پر اسلام کی بقاء کا دارومدار ہے۔پس عبادت ان تمام امور کو کہا جاتا ہے جن کو اللہ پسند کرتا ہے خواہ افعال ہوں یا قوال ظاہری یا باطنی ہوں اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق کو اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ اس کی عبادت کریں اس کو اکیلا سمجھیں اور اس کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کریں جیسا کہ ارشاد ربانی ہے﴿وَ مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَ الْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ، مَآ اُرِيْدُ مِنْهُمْ مِّنْ رِّزْقٍ وَّ مَآ اُرِيْدُ اَنْ يُّطْعِمُوْنِ(ذاریات: 56-57)﴾''میں نے جن وانس کو اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے ان سے نہ رزق چاہتا ہوں اور نہ یہ کہ مجھے کھلائیں''۔دوسری جگہ فرمایا﴿وَ مَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ حُنَفَآءَ وَ يُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ يُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَ ذٰلِكَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ(بينة:5)﴾''اور نہیں حکم

دیا گیا ان کو مگر یہ کہ اللہ کی عبادت کریں اس کے دین کو خالص کر کے ابراہیم حنیف کے دین پر نماز کو قائم رکھیں اور زکوٰۃ دیتے رہیں یہی ہے دین سیدھی ملت کا''۔دوسری جگہ فرمایا﴿قُلْ اِنِّیٓ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰہَ مُخْلِصًا لَّہُ الدِّیْنَ(زمر:11)﴾''کہہ دیجئے مجھے حکم دیا گیا کہ میں اللہ کی عبادت کروں اس کے لئے دین کو خالص کر کے''۔مزید فرمایا﴿قُلِ اللّٰہَ اَعْبُدُ مُخْلِصًا لَّہٗ دِیْنِیْ(زمر:14)﴾''کہہ دیجئے اللہ ہی کی میں عبادت کرتا ہوں اس کے لئے دین کو خالص کر کے''۔

پس پتہ چلا کہ شریعت کو قائم کرنا،اس کی نشر واشاعت کرنا،اس کو لوگوں پر فرض کرنا اور اس کے مطابق لوگوں کے فیصلے کرنا عبادت کا مقصد ہے اور یہی وہ مقصد ہے جس کے لئے اللہ نے مخلوق کو پیدا کیا تاکہ اسلام میں لوگ پورے پورے داخل ہو جائیں اور اس کو عملی جامہ پہنائیں لوگوں کو اس چیز کا اختیار نہیں کہ وہ اسلام کو چھوڑ کر کوئی اور دین اپنائیں اور اس دین سے منہ موڑ لیں جیسا کہ اللہ فرماتا ہے﴿یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ کَآفَّۃً وَ لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ اِنَّہٗ لَکُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ(بقرہ:208)﴾''اے ایمان والو اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ اور شیطانی راہوں کی اتباع نہ کرو بے شک وہ تمہارا واضح دشمن ہے''۔علامہ السعدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:''اس آیت میں اللہ نے دین اسلام میں مکمل داخل ہونے کا حکم دیا ہے یعنی دین کے تمام احکامات پر عمل کیا جائے اور اپنی خواہشات کو اپنا معبود نہ بنایا جائے اگر اس کی خواہشات شریعت کے موافق ہوں تو عمل کر لیا جائے اور مخالف ہوں تو خواہشات کو ترک کر دیا جائے بلکہ ہم پر یہ واجب ہے کہ ہماری تمام خواہشات دین کے تابع ہوں انسان اپنی قدرت کے مطابق تمام خیر کے امور سرانجام دے اور جو اس کی طاقت سے باہر ہوں ان کی نیت ضرور رکھے''۔(تفسیر السعدی:94/1)

اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے﴿وَ مَا کَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّ لَا مُؤْمِنَۃٍ اِذَا قَضَی اللّٰہُ وَ رَسُوْلُہٗٓ اَمْرًا اَنْ یَّکُوْنَ لَھُمُ الْخِیَرَۃُ مِنْ اَمْرِھِمْ وَ مَنْ یَّعْصِ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِیْنًا(احزاب:36)﴾''اور کسی مومن مرد عورت کو اس چیز کا اختیار نہیں ہے کہ اللہ اور اس کا رسول فیصلہ کر دے (وہ اس کے خلاف کریں) جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرتے ہیں وہ واضح گمراہی میں

پڑ جاتے ہیں‘‘۔امام ابن جریر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ’’کسی مومن مرد وعورت کے لئے یہ اختیار نہیں کہ وہ اللہ اوراس کے رسول کے فیصلوں کی موجودگی میں دوسروں کے فیصلے اپنائیں جوان کے خلاف ہوں اور یہ اللہ اور رسول کی مخالفت کریں جو اللہ ورسول کی نافرمانی کرتے ہیں اوامر یا نواہی میں وہ واضح طور پر گمراہ ہیں یعنی اللہ فرمارہا ہے کہ ایسا شخص سیدھے راستے کو چھوڑ کر گمراہی کے راستے پر گامزن ہوگیا‘‘۔

(تفسیر الطبری:271/20)

چنانچہ سچے مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ وہ اللہ کی رضا کا حریص ہواوراس کے دین کے احکامات کا پیروکار رہواور دین ہی کو اپنی تمام توجہات کا مرکز بنائے اوراسی کے لئے جدوجہد کرے خاص طور پر جبکہ اولیاء الرحمٰن اور اولیاء الشیطان کے درمیان گھمسان کی جنگ جاری ہے کیونکہ یہ اولیاء الشیطان لوگوں کو کفریہ نظام اور جاہلیت کی طرف دعوت دینے میں مصروف ہیں اور گمراہی کی راہیں مزین کرکے پیش کررہے ہیں اوراس کام کے لئے ان کے جن وانس میں سے کارندے لوگوں کو دھوکہ دینے میں مصروف ہیں اور وہ اس کام کے لئے تمام وسائل استعمال کررہے ہیں اور یہ لوگوں کو جہنم میں دھکیلنے کے لئے دن رات دعوت دے رہے ہیں اور تمام راہوں پر انہوں نے شہوات اور شبہات کے جال بچھا دیئے ہیں چنانچہ آج لوگ دوحصوں میں تقسیم ہوچکے ہیں۔

① وہ لوگ جو لوگوں کو ہدایت کی طرف بلاتے ہیں اور لوگوں کی اصلاح میں مصروف ہیں اوراس کے لئے قتال بھی کرتے ہیں۔

② دوسری قسم کے وہ لوگ ہیں جو لوگوں کو گمراہی اور مصیبت کی طرف بلا رہے ہیں اور لوگوں میں فساد پھیلانے میں مصروف ہیں اوراس کے لئے کافی جدوجہد کررہے ہیں ان دونوں پر اللہ کا یہ فرمان صادق آتا ہے ﴿اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ الطَّاغُوْتِ فَقَاتِلُوْآ اَوْلِیَآءَ الشَّیْطٰنِ اِنَّ کَیْدَ الشَّیْطٰنِ کَانَ ضَعِیْفًا (النساء:76)﴾ ’’وہ لوگ جو ایمان لائے وہ اللہ کی راہ میں قتال کرتے ہیں پس تم سب شیطان کے اولیاء کے خلاف قتال کرو بے شک شیطان کی تدبیر کمزور ہے‘‘۔

جن اسلامی ممالک پر دین داری کے ختم ہونے کی نحوست طاری ہوچکی ہے ان میں ایک پاکستان بھی ہے جن کے بنانے والوں کا یہ نظریہ تھا کہ ہم اس کو لا الٰہ الا اللہ کی بنیاد پر قائم کررہے ہیں اور یہاں اللہ کا کلمہ بلند اور کفر کا کلمہ پست ہوگا لیکن جب سے یہ ملک وجود میں آیا ہے لوگ اس وقت سے اس کا انتظار ہی کررہے ہیں مگر وہ بنیادی نظریہ لوگوں کی جھوٹی خواہشات دھوکہ بازی گندی اور دھوکہ پر مبنی سیاست اور فسادی حکومتوں کے کھیل تماشے کے نیچے دفن ہوکررہ گیا اصلاح کرنے والوں کی عمریں ختم ہوگئیں مگر وہ اپنے دل میں حسرت لئے اس دنیا سے رخصت ہوگئے مگر انہیں اپنے عزائم میں ذرہ برابر بھی کامیابی نصیب نہیں ہوسکی بلکہ انہیں خوفناک حالات کا سامنا کرنا پڑا ایسی تخریبی سرگرمیاں ان کے آڑے آئیں جو اسلام کے نشان کو مٹانے کے لئے سرگرم عمل ہوچکی تھیں آج پاکستان کا معاملہ یہاں تک پہنچ چکا ہے کہ ہر شخص اصلاح سے ناامید ہوچکا ہے شریعت کے نفاذ کا دور دور تک کوئی امکان نہیں فاسق، فاجر حکمران مسلط ہوچکے جو کافروں سے دوستیاں اور ان کی مدد کرنے کو قابل فخر سمجھتے ہیں اور اہل دین کے خلاف جنگ کے ذریعے یہود ونصاریٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کو کامیابی سمجھتے ہیں چنانچہ آج پاکستان دین اسلام کے خلاف جنگ میں کافروں کا ایک مضبوط ترین حلیف بن چکا ہے آج اس کی فوج ،میڈیا، پولیس امت اسلامیہ کے جسم کو کاٹنے کے لئے کافروں کے شانہ بشانہ جنگ میں مصروف عمل ہے اس کے باوجود ہم ایسے لوگ بھی پاتے ہیں جو اس تردد میں مبتلا ہیں کہ اس ملک کے خلاف اس طرح قتال واجب ہے یا نہیں جس طرح ان دیگر ممالک کے خلاف واجب ہے جو شریعت کے خلاف سرکشی اختیار کیئے ہوئے ہیں اور دین سے اعراض اور کافروں سے دوستیاں کررہے ہیں اور ان کی ہر طرح سے مدد کررہے ہیں مشوروں اور افرادی قوت فراہم کرکے اور انہیں فوجی اڈے راہداریاں فراہم کرکے اور مومنین کے لئے جیل کے دروازے کھول کر اللہ فرماتا ہے ﴿وَ مَا نَقَمُوْا مِنْهُمْ اِلَّآ اَنْ يُّؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ، الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ﴾(بروج: 9) ''اورنہیں انہوں نے انتقام لیا مگر اس چیز کا کہ یہ ایمان لائے اللہ عزیز حمید پر، وہ اللہ جس کے ہاتھ میں آسمان وزمین کی ملکیت ہے اور ہر چیز اللہ کے سامنے ہے''۔ یہ جرائم جو گنوائے گئے

ہیں ان میں سے صرف ایک جرم بھی ان کے اوران کی معاونت کرنے والوں کے خلاف قتال کو جائز قرار دینے کے لئے کافی ہے ۔مگر جب بعض لوگوں کی طرف سے اس نظام کے خلاف قتال کرنے کو نا جائز قرار دیا جاتا ہے تو لوگ حیران ومتردد ہو جاتے ہیں اور وہ انتہائی حیرانی کے عالم میں یہ سوال کرتے ہیں اگر اتنے شر وفساد کے حاملین کے خلاف قتال فرض نہیں تو کن لوگوں کے خلاف فرض ہے؟

حالانکہ بنی قینقاع کے یہود کا قصہ ہر شخص جانتا ہے کہ انہیں آپ ﷺ نے جلاوطن کر دیا تھا اور آپ ﷺ ان کا قلع قمع کرنا چاہتے تھے مگر عبداللہ بن ابی منافق نے آپ ﷺ سے یہ التجا کی کہ انہیں معاف کر دیا جائے سیرت کی کتابوں میں اس واقعہ کی تفصیل کچھ یوں منقول ہے کہ عرب کی ایک خاتون اپنا کچھ سامان لے کر آئی اور اسے قینقاع کے بازار میں فروخت کر کے بیٹھ گئی لوگوں نے خواہش ظاہر کی کہ وہ اپنا منہ کھول دے مگر اس نے انکار کر دیا پھر ایک شخص نے اس کے کپڑے کا ایک حصہ اس کی کمر سے باندھ دیا جب وہ اٹھی تو اس کا جسم کا کچھ حصہ ننگا ہو گیا جس پر لوگ ہنسنا شروع ہو گئے اس پر وہ چیخی چلائی چنانچہ ایک مسلمان نے اس سنار کو جس نے اس کا کپڑا باندھا تھا قتل کر دیا مقتول یہودی تھا چنانچہ یہودیوں نے اس مسلمان کو قتل کر دیا جس پر مسلمانوں اور یہودیوں میں فساد پھیل گیا۔

(سیرۃ ابن کثیر:5/3)

اگر ایک عورت کی بے حرمتی پر ایک یہودی کو قتل کر دیا گیا تو جس نے پورے ملک کو یہودی اسٹیٹ بنا دیا ہے اور اس کی اقتصادیات ،معاشیات ،فوج ،تمام ادارے یہود کی پالیسیوں کے تابع کر دیا انسانی عقلیں مسخ کر دیں اخلاقیات تباہ کر دیئے ،عقائد برباد کر دیئے ،شرم وحیاء ختم کر دی اور مسلمانوں میں دین کے بارے میں شکوک وشبہات پیدا کر دیئے جیلیں رکوع سجدہ کرنے والے مردوں عورتوں سے بھر دی ہیں اور ان کا قصور صرف یہ ہے کہ وہ ایمان والے حق کا اعلان کرنے والے لوگ ہیں اور وہ یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ حاکمیت صرف ایک اللہ کی قائم ہونی چاہیئے ۔آپ اندازہ کریں کہاں ایک عورت کے ستر کو ننگا کرنے کا جرم اور کہاں یہ جرائم کی فہرست یقیناً ایک بہت بڑا جرم ہے کہاں یہ جرم کہ یہود آج ایک پروگرام کے تحت پوری امت مسلمہ کے قتل عام میں مصروف ہے ۔اور کہاں ایک مسلمان کا

یہودیوں کے ہاتھوں جاہلی تعصب کی بناء پرقتل کردینا جنہوں نے اس مسلمانوں کوصرف تعصب ہی کی بناء پرقتل کیا تھا آج یہودسینکڑوں مسلمانوں کوقتل کررہاہے جیلوں میں ڈال رہاہےان کے گھروں کومسمار کررہاہے اوران صلیبی لوگوں کوخوش کرنے والے بھی یہی حرکتیں کررہے ہیں جس کا مقصدصرف شیطان کوخوش کرناہےانہی وجوہات کی بناء پر یہ چنداوراق آپ کے سامنے پیش کئے جارہے ہیں تاکہ اس بات کوواضح کیاجائے کہ جوملک اس قسم کی سرگرمیوں میں ملوث ہواس کےخلاف شرعی قتال واجب ہوجاتاہے۔اوراس قتال کے لئے جدوجہدکرناایک عظیم جہادفی سبیل اللہ ہے کیونکہ اس جہادسے ہی امت مسلمہ اوران کےعقائدکی بقاءممکن ہےاورہماری یہی دعوت پاکستان کے بڑےعلماءکوبھی ہے کہ وہ اپنی اس ذمہ داری کوسمجھیں جوان کے کندھوں پرپڑی ہوئی ہےاوروہ لوگوں کوجہادفی سبیل اللہ کی رغبت دلائیں انہیں جان لیناچاہئیے کہ مسلمانوں اورکفارمیں گھمسان کی جنگ قریب آچکی ہے(جس کی نبی علیہ السلام نے پیشینگوئی کی ہے)پس جس کواللہ اس جنگ کارہنمابنائے گاوہ انتہائی سعادت مندشخص ہوگااور وہی سیرت رسول پرگامزن شخص کہلائے گاچنانچہ ارشادباری تعالیٰ ہے﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِىْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَ الْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَ ذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا (احزاب:21)﴾''اور تمہارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اسوہ حسنہ ہےان لوگوں کے لئے جواللہ اورآخرت کی امیدرکھتے ہیں اوراللہ کاذکرکرتے ہیں بہت زیادہ''۔

اس بات پرعلماءکااتفاق ہے کہ کفارحاکم وقت سےاپنے آپ کوآزادسمجھوکیونکہ اس میں علماءکااتفاق ہوچکاہے کہ کافرکیلئے ولایت جائزنہیں اوراگروہ کافرزبردستی کفرمسلط کرےتواس سے براءت ضروری ہے کیونکہ ولایت کے لئے اسلام شرط اول ہےجس کاابتداءاوردرمیان میں ہوناضروری ہے جیساکہ یہ ثابت ہے کہ کافرکے لئے مسلمان پرولایت جائزنہیں نہ عام ولایت اورنہ خاص ولایت جائزہے لہٰذاکوئی کافرمسلمانوں کاامام نہیں بن سکتانہ قاضی نہ گواہ اورنہ کافرکی کسی مسلمان لڑکی کے نکاح میں ولایت معتبرہےاورنہ کسی مسلمان کی کفالت کرسکتاہےنہ کافرکسی مسلمان کاولی بن سکتااورنہ مسلمان کسی کافرکے لئے وصیت کرسکتاہے کیونکہ ولایت توایک اعزازہےاوریہ کفرکی ذلت کےساتھ کبھی جمع نہیں

ہوسکتا۔امام ابن المنذر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”تمام اہل علم کا اس بات پر اجماع ہے کہ کافر مسلمان کا ولی نہیں بن سکتا کسی بھی حال میں“۔(احکام اهل الذمة:114/2)

کیونکہ ولایت ایک شرف کا منصب اور دیانت کا مقام ہے ایک یہ ایک اہم ترین ذمہ داری ہے امامت کے بارے میں امام الحرمین الجوینی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ: ”مکمل ریاست،عام امیدوں کا مرکز ،اور تعلق رکھتا ہو عام وخاص سے،اور دین ودنیا کے معاملات طے کرتا ہو،اور ملک وقوم کی حفاظت اس کے ذمے ہواور عوام الناس کا خیال رکھتا ہواور دین کی دعوت حجت وتلوار سے قائم کرتا ہو ظلم وزیادتی سے اجتناب کرتا ہو مظلوموں کو ظالموں کے ظلم سے نجات دلا کر انصاف فراہم کرتا ہواوران کے حقوق ادا کرتا ہو“۔(غیاث الامم:15)

کیا اب یہ انتظار کیا جارہا ہے کہ یہ اتنے عظیم امور یہ فاجر قسم کے حکمران انجام دیں گے؟؟

کفار خواہ اصلی ہوں یا مرتد ان کا مقدر ذلت ورسوائی ہے اورانہیں یہ سزا دینی چاہیئے ان کے اعمال برباد ہیں سراب کی طرح ہیں جیسے ہوا راکھ کواڑا کر رکھ دیتی ہے اسی طرح ان کے اعمال ہیں لہٰذا اس قسم کے لوگوں کواتنے عظیم منصب پر کس طرح فائز کیا جاسکتا ہے حالانکہ کفار کواللہ نے ذلیل قرار دیا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ (انفال: 22)﴾ ”اللہ کے نزدیک سب سے بدترین جانور وہ ہیں جو گونگے بہرے ہیں اور عقل نہیں استعمال کرتے“۔دوسری جگہ فرمایا﴿اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ(انفال:55)﴾ ”بدترین جانور اللہ کے نزدیک کافر ہیں جو ایمان نہیں لاتے“۔فرمایا﴿وَ لَقَدْ ذَرَاْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ بِهَا وَ لَهُمْ اَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُوْنَ بِهَا وَ لَهُمْ اٰذَانٌ لَّا يَسْمَعُوْنَ بِهَا اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ(اعراف: 179)﴾ ”ہم نے تیار کیا ہے جہنم کے لئے بہت سارے جن وانس کوان کے دل ہیں مگراس سے فقاہت نہیں لیتے ان کی آنکھیں ہیں مگران سے بصارت حاصل نہیں کرتے ان کے کان ہیں مگراس سے سنتے نہیں یہی لوگ جانوروں جیسے ہیں بلکہ ان سے بھی بدتر یہی لوگ غافل ہیں“۔مزید

فرمایا﴿اَمْ تَحْسَبُ اَنَّ اَكْثَرَهُمْ يَسْمَعُوْنَ اَوْ يَعْقِلُوْنَ اِنْ هُمْ اِلَّا كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ سَبِيْلًا (فرقان:44)﴾''کیا آپ یہ خیال کرتے ہیں کہ ان کی اکثریت سنتی اور عقل رکھتی ہے یہ لوگ جانوروں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ گمراہ ہیں''۔مزید فرمایا﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا (توبة:28)﴾''اے ایمان والو بے شک مشرکین ناپاک ہیں چنانچہ وہ مسجد حرام کے قریب نہ آئیں اس سال کے بعد''۔

چنانچہ جو لوگ بدترین جانور، سب سے گمراہ، نجس اور منحوس لوگ ہیں وہ مسلمانوں کے کس طرح والی ،سرپرست حکمران بن سکتے ہیں۔اسی بناء پر اللہ نے فرمایا ہے کہ﴿وَلَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا (نساء:141)﴾''اللہ کافروں کے لئے مسلمانوں کے خلاف کوئی سبیل نہیں نکالے گا''۔اس آیت میں اگرچہ ظاہراً تو خبر ہے مگر اکثر علماء نے اس سے یہ استنباط کیا ہے کہ کافر مسلمانوں کے چھوٹے بڑے معاملات میں سرپرست نہیں بن سکتے۔امام ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:''آیت سے اکثر علماء نے یہ استدلال کیا ہے کہ مسلمان غلام کافر کے ہاتھ نہیں بیچا جاسکتا کیونکہ ہر کافر اس مسلمان پر مسلط ہو جائے گا اور یہ اس کو رسوا کرے گا جو لوگ اس کو صحیح قرار دیتے ہیں وہ بھی یہ حکم دیتے ہیں کہ اس کی ملکیت زائل کی جائے گی''۔(تفسیر ابن کثیر:437/2)

علامہ ابوبکر الجصاص الحنفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:''اس آیت سے یہ استدلال کیا جارہا ہے کہ شوہر کے مرتد ہونے کی صورت میں میاں بیوی میں تفریق کرائی جائے گی کیونکہ نکاح کو برقرار رکھنے کی صورت میں شوہر کے لئے گھر میں روکنے کی راہ نکلتی ہے اسی طرح وہ اسے اپنے احکامات کا پابند کرتا ہے اور یہ اس کے احکامات کی اطاعت کی پابند ہوگی کیونکہ ارشاد ہے﴿اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ(نساء: 34)﴾''مرد عورتوں کے نگہبان ہیں''۔جبکہ اللہ کا یہ حکم﴿لَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا﴾''کا تقاضا ہے کہ میاں بیوی کے درمیان جدائی کرائی جائے جب شوہر مرتد ہو جائے کیونکہ جب نکاح باقی ہوگا تو اس کے حقوق برقرار رہیں گے''۔(احکام القرآن:279/3)

جب ان مخصوص امور میں کافر کی ولایت جائز نہیں تو امامت عامہ کس طرح صحیح ہوسکتی ہے کیونکہ یہ

ایک دین کا معاملہ ہے نبی علیہ السلام نے فرمایا[الاسلام یعلوا ولا یعلی]''اسلام بلندی چاہتا ہے اس پر کوئی چیز بلند نہیں ہوسکتی''(رواہ الدارقطنی والبیھقی الضیاء المقدسی ،الرویانی عن عمرو بن عائذ رضی اللہ عنہ)۔وعن بریدہ رضی اللہ عنہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم:[لا تقولوا للمنافق سید فانہ ان یک سید فقد اسختطتم ربکم عزوجل]''منافق کو سردار مت کہو اگر وہ سردار ہو گیا تو تم نے اپنے رب کو ناراض کر دیا''۔(رواہ احمد،ابوداؤد،النسائی،البخاری فی ادب المفرد)

نبی علیہ السلام تو منافق کو سردار قرار دینے پر اللہ کی ناراضگی بتارہے ہیں حالانکہ وہ ظاہراً مسلمان ہوتا ہے تو جو کھلم کھلا کافر ہو وہ کس طرح مسلمانوں کا حاکم بن سکتا ہے لہٰذا ان کفار حکمرانوں کی تعظیم کرنا ،اور اسلام کے امور ان کے سپرد کرنا اور انہیں اپنا قائد ورہنما قرار دینا کیا یہ اللہ کے غضب کو دعوت دینے کے مترادف نہیں ہے؟؟

امام ابوجعفر الطحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:''ہم نے اس حدیث پر غور کیا تو پتہ چلا کہ سرداری کا مستحق وہی ہوسکتا ہے جس کے پاس اعلیٰ اسباب ہوں جبکہ منافق میں تو اس کے مخالف صفات ہوتی ہیں اور وہ اللہ کے غضب کا مستحق ہوتا ہے لہٰذا اس کو یہ منصب نہیں دیا جاسکتا''۔(مشکل الآثار:201/13)

سلف رضی اللہ عنہم کفار کو مختلف مناصب دینے میں بہت اجتناب اور بچاؤ سے کام لیتے تھے تاکہ وہ ہم پر مسلط نہ ہوجائیں اور مسلمانوں میں فساد پیدا نہ کردیں اور مسلمانوں کے دین کو عبث نہ کردیں قرآن حکیم کی اس آیت کو مدنظر رکھتے تھے جس میں کہا گیا ہے﴿ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ لَا یَاْلُوْنَكُمْ خَبَالًا وَدُّوْا مَا عَنِتُّمْ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَآءُ مِنْ اَفْوَاهِھِمْ وَمَا تُخْفِیْ صُدُوْرُھُمْ اَكْبَرُ قَدْ بَیَّنَّا لَكُمُ الْاٰیٰتِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ(آل عمران:118)﴾''اے ایمان والو نہ دوست بناؤ ان لوگوں کو جو تمہارے درمیان فساد پھیلانے کا کوئی موقع نہیں جانے دیتے وہ تمہیں تکالیف دینا چاہتے ہیں بغض وعداوت ان کے منہ سے ظاہر ہورہی ہے اور جو کچھ وہ دل میں چھپائے ہوئے ہیں وہ اس سے بھی بڑی ہے ہم نے تمہارے لئے آیات واضح کردیں تاکہ تم عقل استعمال کرسکو''۔امام ابوبکر الجصاص رحمہ اللہ فرماتے ہیں:''بطانہ اس کو کہا جاتا ہے جس سے انسان اپنے تمام

معاملات میں رجوع واعتماد کرتا ہو اللہ نے اہل کفر کو مومنین کے مقابلے میں بطانہ بنانے سے منع کیا ہے اوراس بات سے بھی کہ اپنے خاص معاملات میں ان سے مشاورت ومدد طلب کی جائے اور اللہ نے ان کے دلوں کی بات ان الفاظ سے ظاہر کی ﴿لا یَاْلُوْنَکُمْ خَبَالًا ﴾یعنی تمہارے درمیان فساد پھیلانے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیں گے کیونکہ خبال فساد ہی ہے پھر کہا ﴿وَدُّوْا مَا عَنِتُّمْ ﴾ السدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''وہ تمہیں گمراہ کرنا چاہتے ہیں''۔ابن جریج رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''کہ وہ چاہتے ہیں کہ تم دین میں مشقت کا شکار ہو جاؤ''۔کیونکہ العنت کا معنی مشقت ہے اللہ نے ان کی چاہت واضح کردی اور مزید فرمایا ﴿وَلَوْ شَاءَ اللّٰهُ لَاعْنَتَکُمْ ﴾ ''اور اگر اللہ چاہتا تو تمہیں مشقت میں مبتلا کردیتا''۔اس آیت میں اس بات کی دلیل ہے کہ اہل ذمہ سے مسلمانوں کے معاملات میں مدد حاصل کرنا جائز نہیں ہے ان کو کام وغیرہ دے کر''۔(احکام القرآن:47/2)

جب ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے ایک نصرانی کو کاتب مقرر کردیا تو عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو شدید ڈانٹا چنانچہ مروی ہے کہ (عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو حکم دیا کہ انہوں نے جو ایک شخص کے ہاتھ میں یہ ذمہ داری دی ہے اس سے واپس لے لیں عمر رضی اللہ عنہ کو اس بات پر بڑا تعجب ہوا کہ انہوں نے ایک نصرانی کو کاتب مقرر کر رکھا ہے آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ ذمہ داری تو بڑی حفاظت کی ذمہ داری ہے تو انہوں نے کہا ہماری ایک کتاب ہے مسجد میں (یہ شام سے واپس آئے تھے) اس کو بلاؤ اس کو پڑھے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا وہ مسجد میں داخل ہونے کی استطاعت نہیں رکھتا۔تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ کیا جنبی ہے؟ تو ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا نہیں بلکہ وہ نصرانی ہے تو انہوں نے کہا عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے خوب ڈانٹا اور کہا اس کو نکال دو پھر یہ آیت پڑھی ﴿یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْیَهُوْدَ وَ النَّصٰرٰٓی اَوْلِیَآءَ بَعْضُهُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ وَ مَنْ یَّتَوَلَّهُمْ مِّنْکُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ. (المائدۃ:51)﴾ ''اے ایمان والو نہ یہود ونصاریٰ کو اولیاء بناؤ یہ آپس میں ایک دوسرے کے اولیاء ہیں جو ان کو اپنا ولی بنائے گا وہ انہیں میں شمار ہوگا بے شک اللہ ظالم قوم کو ہدایت نہیں دیتا''۔ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے اس کو ولی نہیں بنایا تھا بلکہ کاتب مقرر کیا تھا تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کیا تجھے مسلمانوں میں کوئی لکھنے والا نہیں ملا تھا جب اللہ نے ان سے

دور رہنے کا کہا ہے تو ان کو قریب مت کرو اور جب اللہ نے ان کو خائن کہا ہے تو امانت مت سپرد کرو اللہ نے جب انہیں ذلیل قرار دیا تو عزت نہ دے''۔(اخرجه البهيقى)

علماء کا اس بات میں اختلاف نہیں ہے کہ کافر کے لئے امامت جائز نہیں ہے اور اگر امام میں کفر ظاہر ہو جائے تو اس سے امامت واپس لینی واجب ہو جاتی ہے لہٰذا مسلمانوں کو امام بنانا حکم شرعی ہے شریعت سے یہ ثابت ہے کہ کافروں پر راستے تنگ کر دیئے جائیں جیسا کہ آپ ﷺ کا فرمان ہے :''یہود و نصاریٰ کو سلام کرنے میں پہل نہ کرو جب تم ان سے ملو تو ان پر راستہ تنگ کر دو''۔

(رواہ مسلم ،احمد،ابو داؤد،ترمذی عن ابی هريرة رضی اللہ عنہ)

رہا مسئلہ کافر حاکم سے امامت واپس لینے کا حکم تو اس بارے میں علماء کے بہت سارے اقوال ہیں مثلاً امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں :''قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ علماء کا اجماع ہے کہ کافر کی امامت درست نہیں ہے اگر کوئی کافر امام بن جائے تو اس سے دوری اختیار کی جائے گی اسی طرح اگر وہ نمازوں کی اقامت لوگوں کو اس کی دعوت چھوڑ دے تب بھی ،قاضی فرماتے ہیں اگر امام میں کفر واضح ہو جائے اور وہ شریعت کو تبدیل کرنا شروع کر دے یا بدعت پیدا کرنے لگے تو وہ بھی حکم ولایت سے نکل جاتا ہے اور اس کی اطاعت ختم ہو جاتی ہے اور مسلمانوں پر یہ واجب ہو جاتا ہے کہ وہ اس کے خلاف کھڑے ہو جائیں اور اس کو اس عہدے سے برخاست کر دیں اور اس کی جگہ امام عادل کا تقرر کریں لیکن اگر یہ ممکن نہ ہو تو اس کافر کو امامت سے علیحدہ کر دیا جائے اور بدعتی کے بارے میں جب یہ یقین ہو جائے کہ اس کی طاقت ہے تو اس کو ہٹایا جائے گا ورنہ نہیں اور مسلمانوں کو چاہیئے کہ اس زمین سے ہجرت کر کے دوسری جگہ چلا جائے اور اپنے دین کو محفوظ رکھے''۔(شرح نووی علی مسلم:314/6)

علامہ ملا علی قاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ :''علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ کافر کے لئے امامت درست نہیں ہے اگر زبردستی کافر امام بن جائے تو اس سے علیحدگی اختیار کی جائے گی اسی طرح اگر وہ نمازوں کی اقامت اور اس کی دعوت چھوڑ دے تو اس کا بھی یہی حکم ہے اسی طرح بدعتی کا بھی''۔(مرقاة المفاتیح:303/11)

ان آئمہ کا کلام دو باتوں پر مشتمل ہے اول یہ کہ حاکم کو اس کی ولایت سے معزول کر دیا جائے گا جبکہ

اس میں کفر ظاہر ہو جائے اس کا معنی یہ ہے کہ شرعی ولایت اس سے اسی وقت ختم ہوگی جب اس میں کفر بواح ظاہر ہو گیا لہٰذا کفر کی صورت میں اس کے حقوق ختم ہو گئے۔ لہٰذا ایسے شخص کی اطاعت ہر گز نہیں ہوگی وہ اطاعت سے محروم ہو گیا شرعی لحاظ سے۔ لہٰذا اس کی طاقت قوت اختیارات وغیرہ اسے شرعی والی نہیں بنا سکتا کیونکہ اس کی شرعی ولایت والی چادر اس سے کفر کے ساتھ ہی چھن گئی ہے آئمہ نے جو اپنی گفتگو میں انعزل (یعنی معزول کر دیا جائے گا) کا لفظ استعمال کیا ہے اس کا یہی مطلب ہے اور (خرج عن حكم الولاية وسقطت طاعته) کا بھی یہی مطلب ہے کیونکہ کافر اور امامت شرعیہ دونوں ایک شخص میں جمع نہیں ہو سکتے جیسا کہ امام الحرمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ''اسلام ہی اصل ہے بالفرض اگر کوئی امام دین سے نکل جائے تو اس کے منصب چھیننے اور امامت کے انقطاع اور منصب سے معزولی کو مخفی نہیں رکھا جائے گا''۔ (غیاث الامم: 75/1)

اس سے بات بالکل واضح ہوگئی خاص طور پر ان لوگوں کے لئے بھی جو مغربی تہذیب کے اثر میں جکڑے ہوئے ہیں اور وہ ان حاکموں کو جنہوں نے اسلام کو اپنے آپ سے جدا کر دیا ہے پھر بھی یہ انہیں شرعی حاکم سمجھتے ہیں حالانکہ کفر سے ان کا یہ مرتبہ ختم ہو گیا ہے لہٰذا العزل والانعزال میں فرق ہے پہلے لفظ کا تقاضا ہے کہ تکلف کے ساتھ اور جدوجہد کے ذریعے ایسے حاکم کو حکمرانی سے علیحدہ کر دیا جائے جبکہ دوسرے میں یہ ہے کہ اگرچہ وہ منصب پر قائم رہے مگر حکماً وہ حاکم باقی نہیں رہا۔

دوسری بات (الانعدام الشرعی) سے جو بات نکلتی ہے وہ یہ ہے کہ مسلمانوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ ایسے حکمران کے خلاف کھڑے ہو جائیں اس کے خلاف جدوجہد کریں تاکہ اسے منصب امامت سے برخاست کر دیا جائے اس حکم شرعی کا دارومدار کفر پر ہے۔

اس سے یہ بات معلوم ہوئی کہ تمام علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ایسے لوگوں کو منصب امامت پر فائز کیا جائے جو لوگوں کے مال ومتاع کی حفاظت کریں اور ان کے دین کے بھی محافظ ہوں جیسا کہ امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ''اللہ فرماتے ہیں ﴿ وَ اِذْ قَالَ رَبُّکَ لِلْمَلٰٓئِکَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً (بقرہ:30) ﴾ ''اور جب کہا تیرے رب نے میں زمین پر خلیفہ بنانے والا ہوں''۔ یہ

آیت خلیفہ بنانے کے لئے قانون کی حیثیت رکھتی ہے کہ ایسے شخص کو خلیفہ یا امام بنایا جائے جس کی اطاعت کی جاتی ہو اوراس کے احکامات نافذ ہوتے ہوں۔ چنانچہ آئمہ اورامہ میں کوئی اس بارے میں اختلاف نہیں کہ یہ چیز واجب ہے کہ اختلاف تب ہوگا جب راوی شریعت سے بہرہ ہو اوراس کی اتباع کرنے والے بھی شریعت سے بہرے ہوں''۔(تفسیر قرطبی:264/1)

اس میں یہ حکم تاکیدی ہے کہ اگر کوئی کافر حاکم غالب آجائے اور وہ منصب امامت پر بیٹھ جائے اس سے جو فسادات پیدا ہوں گے وہ بہت زیادہ ہیں کیونکہ کافر حکمران جو اللہ اور رسول کا دشمن ہے وہ مسلمانوں سے حسد رکھے گا اور وہ لوگوں کو کفر کی دعوت دے گا جیسا کہ ارشاد ربانی ہے﴿ مَا یَوَدُّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ وَ لَا الْمُشْرِکِیْنَ اَنْ یُّنَزَّلَ عَلَیْکُمْ مِّنْ خَیْرٍ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَ اللہُ یَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ یَّشَآءُ وَ اللہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ (بقرہ:105)﴾ ''نہیں چاہتے کافر، اہل کتاب اور مشرکین کہ تم پر کوئی خیر نازل ہو تمہارے رب کی طرف سے اللہ اپنی رحمت کو خاص کرتا ہے جس کو چاہتا ہے اللہ بڑے فضل والا ہے''۔ اللہ فرماتا ہے﴿ وَدَّ کَثِیْرٌ مِّنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ لَوْ یَرُدُّوْنَکُمْ مِّنْم بَعْدِ اِیْمَانِکُمْ کُفَّارًا حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ اَنْفُسِھِمْ (بقرہ:109)﴾ ''بہت سارے اہل کتاب یہ چاہتے ہیں کہ تمہیں تمہارے ایمان کے بعد کفر میں لوٹا دیں اپنے حسد کی وجہ سے''۔ اللہ فرماتا ہے﴿ وَدُّوْا لَوْ تَکْفُرُوْنَ کَمَا کَفَرُوْا فَتَکُوْنُوْنَ سَوَآءً (نساء:89)﴾ ''وہ چاہتے ہیں کہ کاش تم کافر ہو جاؤ جس طرح انہوں نے کفر کیا تم دونوں برابر ہو جاؤ''۔ اور مزید فرمایا﴿ اِنْ یَّثْقَفُوْکُمْ یَکُوْنُوْا لَکُمْ اَعْدَآءً وَّ یَبْسُطُوْآ اِلَیْکُمْ اَیْدِیَھُمْ وَاَلْسِنَتَھُمْ بِالسُّوْٓءِ وَ وَدُّوْا لَوْ تَکْفُرُوْنَ (ممتحنۃ:2)﴾ ''اگر وہ تم پر غالب آجائیں تو وہ تمہارے کھلم کھلا دشمن ہو جائیں اور اپنے ہاتھوں اور زبانوں سے برائی پہنچانے لگیں وہ چاہتے ہیں کہ تم بھی کافر ہو جاؤ''۔

کافر کی حکومت سے علیحدگی پر حدیث رسول بطور اجماع امت دلیل ہے عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ''ہم نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی سننے اطاعت کرنے پر ہر حال میں تنگی و آسانی میں خوشی اور ناپسندیدگی میں اوراس بات پر بھی کہ ہم حاکم کے خلاف نہ ہوں جب تک اس میں کفر ظاہراً

نہ دیکھ لیں یہ اللہ کے نزدیک تمہاری دلیل ہوگی اور ہم نے ہر جگہ حق کہنے پر بھی بیعت کی اور یہ کہ ہم اللہ کے بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا خیال نہ کریں''۔(رواہ البخاری ومسلم)

امام ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''جس کا خلاصہ یہ ہے کہ کفر کی بوجہ سے حکمرانی چھین لی جائے گی اس پر اجماع ہے اوراس کے لئے کھڑا ہوا ہر مسلمان پر واجب ہے جواس میں مضبوطی دکھائے گا اس کے لئے ثواب ہے اور جو کمزوری دکھائے گا اس پر گناہ ہے اوراگر لوگ کافر حکمران کو تبدیل کرنے سے اپنے آپ کو عاجز سمجھیں ان کے لئے ہجرت واجب ہے''۔(فتح الباری:123/13)

اس سے پتہ چلا کہ یہی حکم شرعی ہے کہ کافر کی حکمرانی جائز نہیں ہے اوراگر کوئی ایسا حکمران مسلط ہوجائے تو اس کو عہدہ سے برخاست کرنا مسلمانوں کی ذمہ داری ہے اوراس کام کی ذمہ داری سب سے زیادہ علماء کی بنتی ہے جیسا کہ اللہ فرماتا ہے﴿وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيثَاقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَتُبَيِّنُنَّهٗ لِلنَّاسِ وَ لَا تَكْتُمُوْنَهٗ (آل عمران: 187)﴾''اور جب اللہ نے اہل کتاب سے پختہ عہد لیا کہ تم لوگوں کے سامنے حق واضح کروگے اوراس کو چھپاؤ گے نہیں''۔اس دین کو علماء نے ہی قائم کرنا ہے جیسا کہ عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ ہم نے حق کہنے پر بیعت کی اور جہاں بھی ہوں کسی کی ملامت کی فکر نہ کریں۔جب علماء کو یہ بات معلوم ہوچکی ہے کے کفر سے امامت زائل ہوجاتی ہے تو ایسے حکمرانوں اوران کا دفاع کرنے والوں اورحمایت کرنے والوں کے خلاف علم بغاوت بلند کرکے ان کے خلاف قتال کرنا واجب ہوجاتا ہے اگر کافر حکمران کو بغیر خون بہائے عہدہ سے برخاست کرنا ممکن ہوتا تو پھر ایسا ہی کیا جاتا لیکن چونکہ ایسا ممکن نہیں ہے لہٰذا قتال ضروری ہے لہٰذا اس کام میں تاخیر اور تردد کرنا گویا ایک شرعی حکم کو معطل کرنے کے مترادف ہے مگر علماء نے ایسے حکمرانوں کے خلاف جو کافر ہیں بغاوت کو معلق کررکھا ہے لہٰذا ان حکمرانوں کا کلمہ شہادتین پڑھنا اور بعض شعائر اسلام پر عمل کرنا بھی ان کے خلاف سے رکنے کا سبب نہیں بن سکتا کیونکہ ان سے جو فساد اور ظلم پھیل رہا ہے اور جو وہ دین اور دنیا پر ڈھا رہے ہیں وہ بہت ہی ضرررساں چیز ہے۔

ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا: ''عنقریب تم پر ایسے امراء مقرر کردیئے جائیں

گے جن کو تم پہچانو گے اور انکار کرو گے جو ان سے کراہیت کرے گا وہ بری ہو گیا جو انکار کرے گا وہ سلامت رہا لیکن جو ان سے راضی ہوا اور ان کی پیروی کی وہ سلامت نہیں رہے گا، صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہم ان کے خلاف قتال نہ کریں آپ نے فرمایا اس وقت تک نہیں جب تک وہ نماز پڑھتے رہیں"۔(رواہ مسلم ،احمد،ابو داؤد)

چنانچہ یہ کافر حکمرانوں کا دفاع کرنے والے انہوں نے ان حکمرانوں کے خلاف انکار پر ہی اکتفاء نہیں کیا بلکہ یہ ان سے قلبی لگاؤ رکھتے ہیں اور دل سے ان کی تائید کرتے ہیں اور ان کے دفاع میں اسلحہ سے جنگ لڑ رہے ہیں لہٰذا جو ان کافر حکمرانوں کے دفاع میں لڑ رہے ہیں گویا ایک حکم شرعی کا انکار کر رہے ہیں اور وہ ایک منکر کا حصہ بنے ہوئے چونکہ یہ ہے ایسے کافر حکمرانوں کو تبدیل کر دیا جائے اور انہیں ان کے خلا لڑے بغیر تبدیل کرنا ممکن نہیں تو حکم شرعی یہی ہے کہ ان کے خلاف بھی قتال کیا جائے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نیند میں عجیب حرکت کی ہم نے کہا یا رسول اللہ جو آپ نے کیا آپ ایسا نہ کرتے تھے آپ نے فرمایا تعجب ہے میری امت کے کچھ لوگ قریش کے ایک شخص کی وجہ سے اس گھر کا قصد کریں گے اور اس نے اس گھر میں پناہ لے رکھی ہو گی حتی کہ جب وہ بیداء پہنچیں گے انہیں دھنسا دیا جائے گا ہم نے کہا یا رسول اللہ راستے میں تو ہر طرح کے لوگ ہوتے ہیں فرمایا ں ہاں ان میں مدد مانگنے والے اور مجنون اور مسافر سب ہی ہوں گے انہیں ایک بار ہی ہلاک کر دیا جائے گا اور مختلف مقامات سے نکلیں گے اللہ عزوجل انہیں ان کی نیتوں کے مطابق دوبارہ زندہ کرے گا"۔(رواہ مسلم واحمد)

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "اس حدیث میں یہ بات ہے کہ اہل ظلم سے دوری اختیار کی جائے اور ان کے ساتھ بیٹھنے سے بچا جائے تا کہ جو عذاب ان پر آنے والا ہے تم اس سے بچ جاؤ اس میں یہ بھی دلیل ہے کہ جو کسی قوم کے ساتھ زیادہ اٹھنا بیٹھنا کرتا ہے تو اس پر ظاہراً وہی حکم لگایا جائے گا جو اس قوم کے بارے میں حکم ہے یعنی دنیاوی سزاؤں میں" (شرح النووی: 7/18)۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ انہوں نے کہا جو کسی قوم کے ساتھ زیادہ اٹھنا بیٹھنا رکھتا ہے وہ ان ہی میں سے ہے جو کسی

قوم کے عمل پر راضی ہوتو وہ اس کے عمل میں شریک ہے۔(رواہ ابویعلیٰ)

جب یہ بات واضح ہوگئی کہ پاکستان پر مسلسل کافرحکمران مسلط ہورہے ہیں اوران سے دین کو نقصان پہنچ رہاہے اور جب بھی کوئی حکمران آتا سابقہ کولعن طعن ہی کرتا ہے اور ہر آنے والا حکمران اسلام اوردین کے لئے نقصان کا باعث بنتا ہےاوروہ اللہ کے دشمنوں سے دوستیاں رکھنے میں فخرمحسوس کرتے ہیں بلکہ یہ ان کافروں کی کھلم کھلا ان مسلمانوں کے خلاف مدد کررہے ہیں جولوگوں کوانصاف کا حکم دیتے ہیں اوراپنے ہر جرائم کی تکمیل کے لئے فوج ،میڈیا، پولیس کواستعمال کرکے صلیبیوں کے حمایتی اورامریکہ کے پٹھو بنے ہوئے ہیں لہٰذا پاکستان کے مسلمانوں کے لئے شرعی حکم یہ ہے کہ ایسے حکمرانوں سے اقتدارچھین لیں اور یہ کام اس طرح ممکن ہے کہ ان حکمرانوں اورحمایت کرنے والوں کے خلاف بھرپور قتال کیا جائے یہ حکم شرعی صرف ایک صورت میں اٹھایا جاسکتا ہے وہ صورت ہے عاجزی کی کیونکہ اللہ کوئی حکم نہیں دیتا مگران کی وسعت کے مطابق اگروہ اپنے آپ کواس کام سے عاجز سمجھتے ہیں تو اس صورت میں ان کے لئے حکم شرعی یہ ہے کہ وہ اس کے لئے تیاری کریں اورلوگوں کواس کے خلاف بھڑکائیں اوران کی حقیقت لوگوں کے سامنے واضح کریں رہا یہ مسئلہ کہ حکومت جس فوج کو استعمال کررہی ہے وہ مسلمان ہیں نماز پڑھتے روزہ حج زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اوروطن کا دفاع کرتے ہیں تو یہ دلیل معتبر نہیں ہے کہ اس بناء پر کافرحکمران جوقوم پر مسلط ہوچکا ہے اس کو نہ ہٹایا جائے کیونکہ علماء کا اجماع ہوچکا ہے کہ اگر کافرحکمران مسلط ہوجائے اس کوعہدہ سے برخاست کردیا جائے اوراس میں یہ شرط نہیں ہے کہ اس کا دفاع کرنے والے بھی کافر ہوں۔اگرچہ آج صورتحال یہ ہے کہ ان کافر حکمرانوں کی حمایت اوردفاع کرنے والی افواج بھی اپنی خوشی سے ان کے بنائے ہوئے قوانین اور احکامات پر عمل پیرا ہے وہ کسی مجبوری یا زبردستی کے تحت ان کی پالیسیوں پر عمل پیرا نہیں ہے لہٰذا جب حدیث میں یہ بات واضح ہوگئی کہ عذاب میں وہ لوگ بھی مارے گئے جوانہیں دیکھنے گیا مجبوراً ان میں رہا اورمسافر بھی عذاب میں مارا گیا تو یہ تو مجبور بھی نہیں ہیں لہٰذا یہ بھی ان حکمرانوں کی طرح ہی ہیں چنانچہ ایک عربی جریدے کی رپورٹ ہے کہ (پاکستان کی 500,000لاکھ فوج بحری فضائی بری ایک

پرچم کے تحت مصروف عمل ہے)لہٰذا اگر ان میں کوئی مجبوراً اسلحہ استعمال کررہا ہے تو اللہ علیم وقدیر ہے لہٰذا اللہ قیامت کے دن لوگوں کو ان کی نیت کے مطابق عذاب دے گا مگر چونکہ مجاہدین کے لئے یہ تمیز کرنا مشکل ہے کہ ان میں کون مجبوراً آیا ہے اور کون برضا ورغبت لہٰذا یہ بھی اللہ کا ایک ان پر عذاب کی طرح ہے جو اگر ایک قوم پر آتا ہے تو ان میں موجود بے گناہ بھی مارے جاتے ہیں جیسا کہ اللہ فرماتا ہے﴿نَحۡنُ نَتَرَبَّصُ بِكُمۡ اَنۡ يُّصِيۡبَكُمُ اللّٰهُ بِعَذَابٍ مِّنۡ عِنۡدِهٖۤ اَوۡ بِاَيۡدِيۡنَا فَتَرَبَّصُوۡۤا اِنَّا مَعَكُمۡ مُّتَرَبِّصُوۡنَ (توبۃ:52)﴾''ہم اس بات کا انتظار کررہے ہیں کہ اللہ تم پر اپنا عذاب بھیجے یا ہمارے ہاتھوں تم پر عذاب بھیجے ہم تمہارے ساتھ انتظار کررہے ہیں''۔

اسی وجہ سے علامہ ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں کہ:''اللہ نے اس لشکر کو ہلاک کردیا جس نے اس حرمات کے تقدس کو پامال کیا ان کو بھی جو ان کے ساتھ مجبوراً آئے تھے قیامت میں اللہ ان کو ان کی نیت کے مطابق اٹھائے گا لہٰذا مجاہدین کس طرح ان میں تمیز کرسکتے ہیں کہ کون مجبور ہے اور کون خوشی سے لڑرہا ہے لیکن اگر کوئی یہ دعویٰ بھی کرتا ہے کہ یہ سب مجبور ہیں تو بھی اس کا فائدہ نہیں کیونکہ نبی علیہ السلام نے عباس بن عبدالمطلب کو کہا جب بدر والے دن مسلمان قیدی بنا کرلائے تھے تو انہوں نے کہا میں مجبوراً لایا گیا ہوں۔تو آپ ﷺ نے فرمایا: کہ تیرا ظاہر دیکھ کر ہم فیصلہ کررہے ہیں اور تیرا پوشیدہ معاملہ اللہ کے سپرد ہے۔اسی بناء پر علماء ائمہ اس بات پر متفق ہیں کہ اگر مقابلے میں کفار مسلمانوں کو بطور ڈھال استعمال کریں اور مسلمان اگر کفار مسلمانوں کی وجہ سے تیراندازی نہ کریں تو نقصان کا اندیشہ ہے تو انہوں نے بالاتفاق کہا کہ تیراندازی کی جائے گی۔(مجموع الفتاویٰ:537/28)

جب اللہ نے ان لوگوں کا عذر نہیں قبول کیا جو ہجرت سے رہ گئے تھے حالانکہ ان کے پاس یہ دلیل تھی کہ وہ کمزور تھے وہ بدر کے لئے بھی مجبوراً نکلے تھے مگر اس کے باوجود ان کے مال اور خون کو جائز قرار دیا تھا جبکہ یہ مجرمین تو اپنی خوشی سے مسلمانوں سے قتال کے لئے نکلتے ہیں اللہ کے اس قول پر غور کرو﴿اِنَّ الَّذِيۡنَ تَوَفّٰٮهُمُ الۡمَلٰٓـئِكَةُ ظٰلِمِىۡۤ اَنۡفُسِهِمۡ قَالُوۡا فِيۡمَ كُنۡتُمۡ‌ؕ قَالُوۡا كُنَّا مُسۡتَضۡعَفِيۡنَ فِى الۡاَرۡضِ‌ؕ قَالُوۡۤا اَلَمۡ تَكُنۡ اَرۡضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوۡا فِيۡهَا‌ؕ فَاُولٰٓـئِكَ مَاۡوٰٮهُمۡ جَهَنَّمُ‌ؕ وَ

سَـآءَ تۡ مَصِيۡرًا (النساء:97)﴾ ''جولوگ اپنی جانوں پرظلم کرنے والے ہیں جب فرشتے ان کی روح قبض کرتے ہیں تو پوچھتے ہیں تم کس حال میں تھے یہ جواب دیتے ہیں کہ ہم اپنی جگہ کمزوراور مغلوب تھے فرشتے کہتے ہیں کیا اللہ کی زمین کشادہ نہ تھی کہ تم ہجرت کرجاتے یہی لوگ ہیں جن کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور وہ بری جگہ ہے''۔

علامہ ابوبکر الجصاص رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ:''اس میں اس بات کی دلیل ہے کہ شرک کی زمین سے نکل کر کسی اسلامی ملک کی طرف چلا جانا چاہئیے ابن عباس ،ضحاک ،قتادہ ،السدی رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ یہ آیت ایک قوم کے بارے میں اتری جو مکہ میں ہجرت سے پیچھے رہ گئے تھے انہوں نے مشرکین سے محبت ظاہر کی چنانچہ انہیں بدر میں ایک قوم نے ان کے ظاہری ارتداد کی وجہ سے قتل کردیا''۔

(احکام القرآن:228/3)

مگر پاکستانی حکمران یہ تو کھلم کھلا کفر کے معاون بن چکے ہیں انہوں نے یہود ونصاریٰ کی افغانستان کے مجاہدین کے خلاف مدد کی حتی کہ 80% ان کا اسلحہ افواج ان ہی کی مدد سے اوران کے علاقوں سے گزرتی ہے ان کا یہی جرم ان کے کفر کے لئے کافی ہے آپ یہ سوال کرنے کا حق رکھتے ہیں کہ پاکستان کو قائم ہوئے 60 سال سے زائد عرصہ ہوچکا ہے اور یہ تین بڑی جنگیں لڑ چکا ہے اس کی فوج نصف ملین کے قریب ہے مگر وہ پھر بھی شرعی احکامات کے نفاذ میں عاجز آچکا ہے جبکہ طاغوتی قوانین نافذ کرنے میں کوئی تامل نہیں ہوتا کیا یہ عاجزی ہے یا بے وقوفی۔جبکہ ایک سچا مسلمان تو شرعی احکامات کی تنفیذ میں اپنے آپ کو سب سے زیادہ حریص پاتا ہے مگر پاکستان جس کی بنیاد لا الٰہ الا اللہ تھی آج کہاں ہے جس فوج کا ماٹو ایمان تقویٰ جہاد فی سبیل اللہ تھا وہ آج طاغوت پر ایمان کفار کو تقویت دینے اور شیطانی طاقتوں کے لئے جہاد میں مصروف ہے آج ان کے تمام نعرے صرف دیواروں کی زینت بن چکے ہیں جبکہ عملی طور پر یہ ان کے خلاف چل رہے ہیں جبکہ اللہ کا دین اس لئے نہیں نازل ہوا کہ اسے دیواروں کی زینت بنادیا جائے بلکہ وہ عمل کے لئے اتارا گیا ہے اور تاکہ اس کو زندگی کے تمام شعبوں میں نافذ کیا جائے سیاست ،اقتصادیات ،اجتماع ،عدالت ،علاقے گویا ہر شعبہ ہائے زندگی میں اس کو لاگو کیا

جائے۔

چنانچہ انبیائے کرام علیہم السلام نے اسی بناء پر تکلیفیں برداشت کیں کیونکہ وہ جانتے تھے کہ اسلام کا مقصد معاشرے میں مکمل انقلاب ہے جبکہ ان کی قوم کے افراد کہتے تھے ہم نے اپنے آباء واجداد کو جس پر پایا ہے اسی کی اتباع کریں گے ﴿حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآئَنَا (مائدہ:104)﴾ ''اور کہا ہمیں وہ کافی ہے جس پر اپنے آباء وجداد کو پایا''۔ جبکہ اس ملک کی جوں جوں عمر بڑھ رہی ہے اسلام پر عمل کم ہوتا جارہا ہے نبی علیہ السلام کا یہ قول سچ ثابت ہورہا ہے۔آہستہ آہستہ تم اسلام پر عمل پیرا ہونا چھوڑ جاؤ گے جب بھی اسلام چھوڑو گے تو اس کی جگہ لوگ دوسری چیز کو تھام لیں گے سب سے پہلے جس چیز کو چھوڑیں گے وہ احکامات الٰہیہ ہیں اور سب سے آخر میں وہ نماز چھوڑیں گے۔(رواہ احمد ،ابن حبان الطبرانی،الحاکم)

اللہ کا فرمان ہے ﴿فَلاَ وَ رَبِّکَ لاَ يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لاَ يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَ يُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا (نساء:65)﴾ ''اس وقت تک لوگ مومن نہیں ہوسکتے جب تک وہ آپ کو اپنا حاکم نہ تسلیم کریں اپنے ان معاملات میں جس میں ان کا اختلاف ہو پھر وہ اپنے دل میں اس کے خلاف تنگی نہ پائیں اور آپ کے فیصلوں کو تسلیم کرلیں''۔

علامہ ابوبکر الجصاص رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ: ''اس آیت میں اس بات کی دلیل ہے کہ جو اللہ کے اوامر میں سے کسی امر کو یا رسول کے حکم کو چھوڑے گا وہ اسلام سے خارج ہے خواہ وہ اس حکم کو شک کی بنیاد پر چھوڑے یا عدم قبول کی وجہ سے چھوڑے اس سے صحابہ رضی اللہ عنہم کے اس عمل کی تصدیق ہوتی ہے کہ انہوں نے مانعین زکوٰۃ کو مرتد سمجھا اور انہیں قتل اور قیدی بنایا کیونکہ اللہ نے یہ فیصلہ دیا ہے کہ جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے تسلیم نہیں کرتا وہ اہل ایمان میں شامل نہیں ہے''۔(احکام القرآن للجصاص:181/3)

اگر یہ حکومتیں خود شریعت نافذ کرنے سے عاجز ہیں تو پھر ان لوگوں کے خلاف کیوں لڑتی ہیں جو شریعت نافذ کرنا چاہتے ہیں حالانکہ ان کا تو یہ فرض بنتا ہے کہ جو شریعت نافذ کرنے کی بات کریں ان کو ان کا ساتھ دینا چاہیئے۔ جو لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ حکومت سوات میں مجاہدین کو شریعت قائم کرنے کی اجازت دیدیگی حالانکہ ہم سب کو یہ بات معلوم ہے کہ یہ کھلم کھلا ایک دھوکہ ہے کہ یہ سوات میں شریعت

قائم کرنے کی اجازت دیں گےاس کی چندوجوہات ہیں پہلی وجہ ہے کہ سوات میں پہلے ماضی میں کبھی شریعت اسلامیہ نافذنہیں تھی دوسری وجہ یہ ہے کہ سوات میں شرعی قوانین کی تنفیذ میں اصل رکاوٹ حکومت پاکستان ہے یہ خودرکاوٹ ڈال رہی ہےاورخود یہ کہہ رہی ہے کہ ہم مجاہدین کوشریعت قائم کرنے کی اجازت دیدیں گے تیسری وجہ مجاہدین کے خلاف قتال جوہورہاہےان کے گھربار کوتباہ کیا جارہاہےاس کی وجہ یہ ہے کہ وہ شریعت قائم کرنے کی کوشش کررہے ہیں جبکہ یہ نہیں چاہتے کہ شریعت قائم ہوبلکہ اس میں یہ رکاوٹیں ڈال رہے ہیں چوتھی وجہ ان کا یہ اعتراف کہ یہ لوگ مجاہدین کوسوات میں شریعت قائم کرنے کی اجازت دیدیں گے یہ خوداس بات کا اعتراف ہے کہ باقی پاکستان میں شریعت قائم نہیں ہے بلکہ پورے پاکستان میں طاغوتی خودساختہ قوانین نافذ ہیں پانچویں وجہ حکومت پاکستان اگرچاہےتوپورے ملک میں شریعت نافذکرسکتی ہےمگروہ عنادپرڈٹی ہوئی ہےاوررکاوٹیں پیداکرتی ہے اس کی فوج اس کام کے لئےنہیں قائم کی گئی جیسا کہ بعض لوگ یہ گمان کرتے ہیں ان کا یہ گمان باطل ہے کیونکہ یہ فوج بجائے دین قائم کرنے دین قائم کرنے والوں کے خلاف لڑنے میں مصروف ہےاورعلماء کا شروع سے لےکراب تک اس بارے میں اتفاق ہے کہ جوشریعت کے احکامات کے مقابلے میں دوسرے احکامات لاگوکرے وہ کافرہیں اسی بارے میں ابن کثیر رحمہ اللہ اللہ نے فرمان کی تفسیر کرتے ہوئے کہا ﴿اَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُوْنَ وَ مَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ(مائدہ:50)﴾ ’’کیا یہ جاہلیت کے فیصلے چاہتے ہیں اللہ سے زیادہ بہتر فیصلے کون کرسکتا ہے(یہ بات)یقین کرنے والی قوم کوسمجھ آسکتی ہے‘‘۔تو ابن کثیر رحمہ اللہ نے کہا اللہ تعالیٰ ان لوگوں کوانکار کررہے ہیں جواللہ کے فیصلوں سے بغاوت کرتے ہیں حالانکہ اللہ کے فیصلوں میں خیروبرکت ہےاوراسی میں ہرقسم کے شرسے منع کیا گیاہےاوراسی میں عدل وانصاف ہے جبکہ باقی لوگوں کے بنائے ہوئے نظام میں عدل نہیں ہے کیونکہ وہ سب شریعت سے علیحدہ ہوکر وضع کئے گئے ہیں جیسا کہ تاتاریوں نے ملوکیت کی سیاست اختیارکی جوکہ چنگیزخان کی وضع کردہ تھی جواس نے مختلف شریعتوں سے وضع کی یہودیت،نصرانیت اوراسلام سےمگر چونکہ وہ اپنی خواہشات کی تکمیل میں تھی اور یہ اس کواللہ کی کتاب

سے مقدم سمجھتے تھے لہٰذا ایسا کرنے والا کافر ہے اس کے خلاف قتال واجب ہے یہاں تک کہ وہ اللہ اور رسول کے فیصلوں کی طرف رجوع نہ کر لے"۔(ابن کثیر:131/13)

ابن کثیر رحمہ اللہ نے قوانین الیاسق ذکر کرنے کے بعد کہا جس کو چنگیز خان نے ترتیب دیا تھا کہ یہ سب اس شریعت کے خلاف ہے جو اللہ نے اپنے رسولوں پر نازل کی تھی جو شخص اس شریعت کو چھوڑے گا جو اللہ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کی اور کسی اور کے قوانین کی طرف متوجہ ہو گا وہ کافر ہے اس کے کفر پر مسلمانوں کا اجماع ہے۔(البداية والنهاية:139/13)

علامہ احمد شاکر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:"ان خود ساختہ قوانین میں یہ بات سورج کی طرح واضح ہے کہ اس میں کفر بواح ہے اور اس میں کسی قسم کی پوشیدگی نہیں ہے لہٰذا جو شخص مسلمان کہلواتا ان قوانین کی اتباع میں اس کا کوئی عذر قبول نہیں ہے خواہ وہ کوئی ہو لہٰذا اپنے آپ کو ان قوانین سے بچانا چاہیئے علماء حق کو چاہیئے کہ حق بات لوگوں تک بغیر کسی حیل وحجت کے پہنچائیں اس میں کسی قسم کی کمی بیشی نہ کریں"۔(عمدة التفسير:174/4)

اب ہر شخص یہ سوال کرے کیا پاکستان کے قوانین شرعی ہیں یا غیر شرعی؟ اگر یہ شرعی نہیں ہیں تو پھر کون سے ہیں؟ اور کہاں سے آئے ہیں کون لایا ہے؟ کون ان کے نافذ کرنے پر اصرار کرتا ہے؟ رحمٰن کی شریعت کو چھوڑ کر شیطان کے قوانین پر راضی کیوں ہوئے یہاں ایک حقیقت بھی ہے جس سے اکثر وہ لوگ بھی غافل ہیں جو کافر حاکم کے خلاف خروج کو تسلیم کرتے ہیں جس پر علماء کا اجماع ہو چکا ہے کہ کافر کے لئے امامت ولایت جائز نہیں ہو سکتی وہ یہ ہے کہ ہمارا آج کا یہ مسئلہ خواہ پاکستان کے بارے میں یا کسی اور ملک کے بارے میں یہ نہیں کہ ہم اس مسئلے کو حکمرانوں کے ارتداد کی بناء پر اٹھا رہے ہیں ارتداد کی وجہ اسلام کے احکامات کی خلاف ورزی مثلاً نماز چھوڑنا شراب کو حلال سمجھنا وغیرہ کی وجہ سے بلکہ ہم اس بات کو اس وجہ سے شدت سے اٹھا رہے ہیں کہ ان ملکوں کی ہیئت، شخصیات کا جائزہ لیا جائے تو مکمل طور پر کفر کے اصولوں پر گامزن وقائم ہیں۔یہی وجہ ہے کہ ان ممالک میں ایک طاغوت کے جانے کے بعد جب دوسرا طاغوت آتا ہے تو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا بلکہ اس کے ادارے افواج

،میڈیا،قوانین نظام اسی طرح رہتا ہے جیسا کہ پہلے تھا لہٰذا ہمارا مقصد حکمرانوں کو تبدیل کر کے حل نہیں ہوگا بلکہ جب تک ان ممالک میں جاری طاغوتی قوانین کا قلع قمع نہیں ہوجاتا ہمارا مقصد اصلی پورا نہیں ہوگا لہٰذا ہمیں یہ جدوجہد کرنی ہے کہ ان ممالک میں تمام قوانین خواہ اس کا تعلق کسی بھی شعبے سے ہو اسلامی ہواور ہمیں اس کے لئے مکمل جد جہد کرنی ہے کہ یہاں اللہ کا دین قائم ہو۔ یہ بات تمام مجاہدین کو سمجھ لینی چاہئیے کہ ہماری جدوجہد کا مقصد کافر حکمرانوں کو تبدیل کرنا نہیں بلکہ ان ممالک میں رائج طاغوتی نظام کی جگہ اللہ کا نظام قائم کرنا ہے۔دوسری بات یہ کہ پاکستانی افواج کے لئے ان لوگوں کو سزا دینا مشکل ہے جو اسلام کے ظاہری متواتر احکامات کی خلاف ورزی کررہے ہیں اس کی دو قسمیں ہیں پہلی قسم وہ سزا ہے جو ان کی قدرت میں ہے یہ وہ سزا ہوتی ہے جو سلطان وقت کے ہاتھ میں ہوتی ہے کیونکہ وہی ان احکامات کے اجراء کی طاقت رکھتے ہیں اس سے مراد وہ سزائیں ہیں جو شریعت سے متعلق ہوں مثلاً حدود قائم کرنا یعنی تعزیری جرائم سے متعلق سزائیں ہوں۔

دوسری قسم ان لوگوں کو سزا دینا جو شوکت وقوت کا انکار کررہے ہوں اس سے مراد ہر وہ جماعت ہے جو اپنے فرائض واجبات کی ادائیگی سے انکار کردے اور محرمات فعل میں کوئی فعل کرے اور اسے بالقوۃ کرے اور اس کو بغیر قتال کے روکنا ممکن نہ ہو اس قسم کی جماعت کے خلاف قتال کرنا بالاتفاق واجب ہے جیسا کہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرتے ہیں شریعت میں ان کی سزائیں دو قسم کی ہیں پہلی سزا جس کی حد پر قدرت ہو دوسری اس جماعت کو سزا دنیا مگر وہ اس کی قدرت نہیں رکھتے مگر قتال کے ذریعے اس کی اصل جہاد بالکفار ہے لہٰذا جس کو رسول کی دعوت پہنچ جائے اور وہ اس کو قبول نہ کرے اس کے خلاف قتال کرنا واجب ہے تاکہ فتنہ باقی نہ رہے اور دین اللہ کے لئے باقی رہے“۔(مجموع الفتاویٰ:349/28)

ہماری گفتگو دوسری قسم کی سزا پر ہے یعنی ایسی قوم کو سزا دینا مثلاً جو نماز یا زکوۃ کا انکار کرے یا ان کے معاملات سودی ہوں یا وہ حرام خون بہاتے ہوں یا بے حیائی پھیلاتے ہوں یا مسلمانوں کے خلاف کفار کی امداد کرتے ہوں یا غیر اللہ کے احکامات کو مانتے ہوں لہٰذا اگر کوئی ان کاموں کا ارتکاب کرتا ہو تو

ان کے خلاف قتال واجب ہوجاتا ہے اس پر علماء کا اجماع ہے اس پر کتاب وسنت کے بے شمار دلائل ہیں۔ارشادربانی ہے﴿وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّ يَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهُ لِلّٰهِ فَاِنِ انْتَهَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ (انفال:39)﴾''اوران کے خلاف قتال کروحتی کہ فتنہ باقی نہ رہے اوردین تمام اللہ کے لئے ہوجائے اوراگر وہ رک جائیں اللہ تعالیٰ جووہ اعمال کرتے ہیں ان کودیکھ رہا ہے''۔

جب دین کا حصہ اللہ کے لئے ہواور کچھ غیر اللہ کے لئے تو بھرپور قتال واجب ہوجاتا ہے اس وقت تک جب تک دین سارا اللہ کے لئے نہ ہوجائے۔علامہ ابوبکرالجصاص رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:''ابن عباس رضی اللہ عنہ اورحسن رحمہ اللہ نے کہا کہ حتی کہ شر باقی نہ رہے۔محمد بن اسحاق رحمہ اللہ نے کہا حتی کہ مومن اپنے دین کی وجہ سے فتنہ میں ڈالا جائے۔یہاں فتنہ سے مراد کفر بھی ہوسکتا ہے اور بغاوت اورفساد بھی ہوسکتا ہے کیونکہ کفر کو فتنہ بھی فساد کی وجہ سے کہا جاتا ہے چنانچہ آیت میں کفاراوراہل بغاوت،اہل عبث وفساد کے خلاف قتال کا کہا گیا ہے اس میں باغی قوم کے خلاف قتال کے وجوب کی بھی دلیل ہے''۔

(احکام القرآن:65/3)

ہم جانتے ہیں کہ پاکستان میں سارا دین اللہ کے لئے نہیں ہے بلکہ یہاں جتنے بھی قوانین جاری ہیں وہ کافروں،فاجروں کے بنائے ہوئے ہیں جوانہوں نے اپنی خواہشات کی تکمیل میں وضع کئے ہیں انہوں نے احکام کو اللہ اورغیر اللہ میں تقسیم کردیا ہے اوروہ اپنی مرضی کے مطابق قوانین پسند کرتے ہیں جیسا کہ اللہ فرماتا ہے﴿وَ جَعَلُوْا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَاَ مِنَ الْحَرْثِ وَ الْاَنْعَامِ نَصِيْبًا فَقَالُوْا هٰذَا لِلّٰهِ بِزَعْمِهِمْ وَ هٰذَا لِشُرَكَآئِنَا فَمَا كَانَ لِشُرَكَآئِهِمْ فَلَا يَصِلُ اِلَى اللّٰهِ وَ مَا كَانَ لِلّٰهِ فَهُوَ يَصِلُ اِلٰى شُرَكَآئِهِمْ سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ (انعام:136)﴾''اوراللہ نے جوکھیتی مویشی پیدا کئے ہیں ان میں سے کچھ حصہ اللہ کا مقرر کیا اور بزعم خود کہتے ہیں یہ تو اللہ کا ہے اور یہ ہمارے معبودوں کا ہے پھر جو چیز ان کے معبودوں کی ہوتی ہے وہ اللہ کی طرف نہیں پہنچتی اور جو چیز اللہ کی ہوتی وہ ان کے معبودوں کی طرف پہنچ جاتی ہے کیا برا فیصلہ وہ کرتے ہیں''۔نبی علیہ السلام نے فرمایا:''اللہ فرماتا ہے میں شرکاء کے شرک سے بے پرواہ ہوں جس نے بھی کوئی عمل کیا اوراس میں شرک کیا میرے ساتھ کسی غیر کو تو میں اس

کو اور اس کے شرک کو چھوڑ دیتا ہوں‘‘۔(رواہ مسلم و ابن ماجہ)

جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ یہ حکومتیں، فوج، ادارے یہ سب دین کو اللہ کے لئے ہونے کو روکتے ہیں یہ چاہتے ہیں کہ دین تقسیم رہے جو ان کی مرضی کے مطابق ہو قبول کرلیں اور جو ان کی مرضی کے خلاف ہو اس کو چھوڑ دیں۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا﴿ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَ ذَرُوْا مَا بَقِیَ مِنَ الرِّبٰوٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ، فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰہِ وَ رَسُوْلِہٖ وَ اِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِكُمْ لَا تَظْلِمُوْنَ وَ لَا تُظْلَمُوْنَ(بقرہ:278-279)﴾’’اے ایمان والو اللہ سے ڈر جاؤ اور چھوڑ دو جو باقی سود رہ جائے اگر تم مومن ہو اگر تم ایسا نہ کرو تو اعلان کر دو جنگ کا اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے اگر تم توبہ کر لو تو تمہارے لئے تمہارا اصل مال ہے نہ تم ظلم کرو اور نہ تم پر ظلم کیا جائے‘‘۔علامہ خازن اس آیت کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اہل معانی نے لکھا ہے اللہ کی جنگ آگ ہے اور اس کے رسول کی جنگ تلوار ہے مگر اس جنگ میں اختلاف ہے بعض نے کہا یہاں مبالغۃً جنگ کہا گیا ہے ورنہ ڈانٹ مراد ہے جنگ مراد نہیں ہے بعض نے کہا اس سے مراد جنگ ہے یعنی جو سود پر مصر رہے امام کو اس کا علم ہو جائے تو اس کو زبردستی روکا جائے گا اور اس پر اللہ کے حکم کے مطابق تعزیر لگائی جائے گی اور توبہ کرنے تک قید کر دیا جائے گا لیکن اگر سود لینے والا صاحب قوت اور جنگی فوج کا حامل ہے تو اس کے خلاف امام اسی طرح جنگ کرے گا جس طرح باغی جماعت کے خلاف کی جاتی ہے۔ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو سود پر قائم رہے تو حق یہ ہے کہ اس سے توبہ کرائی جائے گی اگر توبہ کر لے تو پھر ٹھیک ورنہ اس کی گردن کاٹ ڈالی جائے گی‘‘۔(تفسیر الخازن:316/1)

یہاں مقدور علیہ عقوبت اور عقوبۃ ذوی شوکہ میں فرق واضح کیا گیا ہے۔امام ابوبکر الجصاص رحمہ اللہ نے اس آیت کی مکمل وضاحت یوں کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان﴿فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰہِ﴾ میں اللہ تعالیٰ نے ایک بہت بڑی معصیت کی خبر دی ہے کہ اس کا کرنے والا جنگ کا مستحق ہے اگر وہ کافر نہیں ہے اور امام کی دسترس میں نہیں ہے لیکن اگر وہ امام کی دسترس میں ہے تو اس کے گناہ کے مطابق جو تعزیر بنتی ہے سزا دے گا اسی طرح دیگر معصیات میں بھی یہی ہوگا جن میں اللہ نے عقاب کا

وعدہ کیا ہے لیکن اگر یہ امام کی دسترس سے دور ہوں تو ان کے خلاف جنگ کی جائے گی جب تک وہ باز نہ آجائیں لیکن یہ امام کی دسترس میں ہوں تو امام انہیں ان کی معصیت کے مطابق سزا دے گا اسی طرح جو مسلمانوں کا مال لوٹتا ہے اور انسانوں پر ناجائز ٹیکس مسلط کرتا ہے تو ایسے لوگوں کے خلاف قتال کرنا مسلمانوں کے لئے ضروری ہے یہ اس صورت میں ہے جب ان کو روکنا مسلمانوں کے دسترس سے باہر ہو یہ لوگ سود لینے والوں سے زیادہ مجرم ہیں کیونکہ انہوں نے مسلمانوں اور ممانعت کی حرمت کو پامال کیا کیونکہ سود لینے والے نے صرف اللہ کی حرمت کو پامال کیا ہے اور جس سے یہ لے رہا ہے اس کی حرمت پامال نہیں کی کیونکہ اس نے خوش دلی سے سود دیا ہے ٹیکس لینے والے دراصل ڈاکوؤں کی طرح ہیں لہٰذا ایسے لوگوں کو مارنا مسلمانوں کے لئے ضروری ہے اسی طرح ان کے معاونین کے خلاف بھی قتال ضروری ہے چنانچہ سودی کاروبار کرنے والا اور اس پر ہمیشگی کرنے اور اصرار کرنے والا اور اس کو جائز سمجھنے والا کافر ہے لیکن اگر یہ اس کی حرمت کے قائل ہیں تو امام ان کے خلاف قتال کرے گا یہاں تک کہ وہ توبہ کرلیں''۔(احکام القرآن للجصاص:572/1)

امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:''ہمارے نزدیک حکم یہ ہے کہ اللہ کے فریضے کو منع کرنے والا ہر شخص جس کے خلاف مسلمان روکنے کی استطاعت نہیں رکھتے ان کے خلاف جہاد کیا جائے حتی کہ وہ ان فرائض کو اپنانے لگ جائیں''۔(موطاامام مالك:3809/2)

امام قرطبی رحمہ اللہ نے فرمایا:''ابن خویز منداد رحمہ اللہ کہتے ہیں اگر لوگ سود کے لئے کوئی اور اصطلاح وضع کرلیں تو یہ لوگ مرتد کہلائیں گے اور ان کے بارے میں وہی حکم ہے جو مرتدوں کا حکم ہے اگر وہ اس کو حلال نہ سمجھتے ہوں تو ان کے خلاف امام کی طرف سے جنگ کرنا جائز ہے کیونکہ اللہ کا حکم ہے ﴿فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ﴾''۔(تفسیر القرطبی:364/3)

اوراللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿فَاِذَا انْسَلَخَ الْاَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ وَخُذُوْهُمْ وَاحْصُرُوْهُمْ وَاقْعُدُوْا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ(توبة:5)﴾ ''حرمت والے مہینوں

کے گزرتے ہی مشرکوں کو جہاں پاؤ قتل کرو انہیں گرفتار کرو اور ان کا محاصرہ کرو ان کی تاک میں ہر گھاٹی میں جا بیٹھو ہاں اگر وہ توبہ کرلیں اور نماز کے پابند ہوجائیں اور زکوٰۃ ادا کرنے لگیں تو تم ان کی راہ چھوڑ دو یقیناً اللہ بخشنے والا مہربان ہے''۔اس آیت میں اللہ نے مسلمانوں کو حکم دیا ہے کہ مشرکوں کو جہاں پاؤ قتل کرو اور ان کے قتل سے صرف توبہ روک سکتی ہے اور اس کی صورت یہ ہے کہ وہ اسلام میں داخل ہوجائیں نماز قائم کریں زکوٰۃ دیں یعنی حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کو لازم پکڑلیں لیکن اگر وہ اپنی قوت کے بل بوتے پر توبہ نہ کریں تو ان کے خلاف قتال سے توقف نہیں کیا جائے گا۔

امام ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:''اسی وجہ سے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مانعین زکوٰۃ کے خلاف قتال کو ضروری سمجھا تھا کیونکہ قتال کی حرمت کی یہی صورت تھی کہ اسلام لانے کے بعد وہ نماز قائم کریں جو کہ ارکان شہادۃ کے بعد سب سے عظیم رکن ہے اور پھر اس کے بعد زکوٰۃ ادا کریں جو کہ حقوق العباد میں شامل ہے اسی بناء اکثر نماز اور زکوٰۃ کا حکم ایک ساتھ آتا ہے۔صحیحین میں ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی علیہ السلام نے فرمایا:''مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے قتال کروں یہاں تک کہ وہ اس بات کی گواہی دے دیں کہ اللہ کے علاوہ کوئی حقیقی معبود نہیں ہے اور محمد اللہ کے رسول ہیں نماز قائم کریں زکوٰۃ ادا کریں''۔(تفسیر ابن کثیر:111/4)

علامہ السعدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:''اس آیت میں اس بات کی دلیل ہے کہ جس نے نماز کی اور زکوٰۃ کی ادائیگی سے انکار کیا تو اس کے خلاف قتال کیا جائے گا یہاں تک کہ وہ اس کی ادائیگی شروع کردے جیسا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس آیت سے استدلال کیا ہے اور یہ بات قریب قریب اس آیت میں بھی بیان ہوئی ہے ﴿فَاِنۡ تَابُوۡا وَ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَ اٰتَوُا الزَّکٰوۃَ فَاِخۡوَانُکُمۡ فِی الدِّیۡنِ وَ نُفَصِّلُ الۡاٰیٰتِ لِقَوۡمٍ یَّعۡلَمُوۡنَ (توبۃ:11)﴾''اگر وہ کفر سے توبہ کرلیں اور نماز قائم کرلیں زکوٰۃ ادا کریں تو وہ تمہارے دینی بھائی ہیں اور ہم آیات تفصیل سے بیان کرتے ہیں علم رکھنے والی قوم کے لئے''۔

نبی علیہ السلام نے فرمایا:''مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے قتال کروں یہاں تک وہ اس بات کی گواہی

دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں جب لوگ یہ کہہ دیں گے تو انہوں نے مجھ سے اپنا خون اور مال محفوظ کرلیا مگر اس حق کے ساتھ اور ان کا حساب اللہ پر ہے''۔(متفق علیہ)

تمام صحابہ رضی اللہ عنہم نے مانعین زکوٰۃ کے خلاف قتال پر اتفاق کیا تھا حالانکہ وہ لا الٰہ الا اللہ کی گواہی دیتے تھے اور اسلام کے دیگر ارکان پر عمل پیرا بھی تھے مثلاً نماز، روزے، حج وغیرہ شروع میں عمر رضی اللہ عنہ کو کچھ شبہ پیدا ہوا تھا مگر ابوبکر رضی اللہ عنہ سے گفتگو کے بعد ان کو حق بات سمجھ میں آ گئی تھی چنانچہ انہوں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے موقف کی مکمل تائید کی یہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی فضیلت کی بہت بڑی دلیل تھی یہی وجہ ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے کہا تھا اگر ابوبکر رضی اللہ عنہ نہ ہوتے تو اسلام چلا جاتا۔ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جب نبی علیہ السلام فوت ہوئے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے عرب میں سے کچھ لوگ کافر ہو گئے تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اے ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ کس طرح ان کے خلاف قتال کریں گے جبکہ نبی علیہ السلام نے فرمایا ہے مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے اس وقت تک قتال کروں جب تک وہ لا الٰہ الا اللہ کی گواہی نہ دے دیں پس جب کوئی لا الٰہ الا اللہ کہہ دے تو اس کا مال اس کی جان مجھ سے محفوظ ہوگی اور اس کا حساب اللہ پر ہے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ کی قسم میں ضرور ان لوگوں کے خلاف قتال کروں گا جو نماز اور زکوٰۃ میں فرق کرے گا کیونکہ زکاۃ مال کا حق ہے اللہ کی قسم اگر یہ ایک رسی دینے سے بھی انکار کریں گے جو یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا کرتے تھے میں ان سے اس انکار پر قتال کروں گا تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ کی قسم میں نے دیکھا کہ اللہ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کا دل قتال کے لئے کھول دیا ہے میں سمجھ گیا یہ حق پر ہیں''۔(متفق علیہ)

امام النووی فرماتے ہیں کہ:''اس حدیث میں مانعین زکوٰۃ ونماز کے خلاف قتال کے وجوب کی دلیل ہے اسی طرح دیگر فرائض اسلام کے چھوڑنے پر بھی قتال ہوگا خواہ وہ فرائض تھوڑے ہوں یا زیادہ کیونکہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا اگر یہ رسی کا بھی انکار کریں گے''۔(شرح النووی:212/1)

علماء اور آئمہ کے اس بارے میں بہت سے اقوال ہیں کہ شریعت کے حکم کا انکار کرنے والوں سے قتال کرنا واجب ہے چنانچہ امام ابن العربی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:''امت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جو معصیت کا ارتکاب کرے گا اس کے خلاف جنگ کی جائے گی جیسا کہ اگر کوئی شہر والا سود کے کسی کام پر

اتفاق کرلیں یا جمعہ یا نماز کے چھوڑنے پر''۔(احکام القرآن:134/2)

علامہ ابن بطال رحمہ اللہ فرماتے ہیں:''مہلب رحمہ اللہ نے کہا جو فرائض کو قبول کرنے سے انکار کردے اس کا حکم مختلف ہے اگر کوئی زکوٰۃ دینے سے انکار کرے جبکہ وہ اس کے واجب ہونے کا اقراری ہے اگر وہ مسلمانوں میں رہتا ہے تو جنگ نہیں کی جائے گی اور نہ اس کو تلوار سے منع کیا جائے گا بلکہ اس کے مال سے زکوٰۃ زبردستی لی جائے گی اور وہ مسلمانوں میں تقسیم کردی جائے گی اور اس کو قتل نہیں کیا جائے گا''۔امام مالک رحمہ اللہ موطا میں فرماتے ہیں کہ:''ہمارے نزدیک حکم یہ ہے کہ جو فرائض میں سے کسی ایک فریضے کا انکار کردے مگر مسلمان اس فریضے کو اس سے لینے کی استطاعت نہ رکھتے ہوں تو ان کے خلاف جہاد کرنا واجب ہے''۔اس کا معنی یہ ہے کہ اگر وہ اس کے وجوب کا اقراری ہو تو اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے مہلب رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مانعین زکوٰۃ کے خلاف اس وجہ سے قتال کیا کیونکہ انہوں نے تلوار کے زور پر زکوٰۃ سے انکار کیا تھا اور امت پر جنگ مسلط کردی تھی اور امت کا اس پر اجماع ہے جو امت پر جنگ مسلط کرے کسی فریضے کے انکار پر یا کوئی حق روکے جو اس پر واجب ہے تو اس کے خلاف قتال واجب ہے''۔(شرح صحیح البخاری:576/8)

آئمہ کے اقوال متواتر کے درجے تک پہنچ جاتے ہیں کہ جو اللہ کے فریضے کا انکار کرے اس کے خلاف جنگ کی جائے گی جیسا علامہ البدر العینی الحنفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:''علماء کا اس بات پر اجماع ہو چکا ہے کہ جو کسی فریضے کے انکار میں امت پر جنگ مسلط کرتا ہے تو اس کے خلاف قتال واجب ہے اگر نوبت قتل تک پہنچ گئی تو اس کا خون لینا جائز ہے''۔(عمدۃ القاری:410/34)

امام ابوالعباس رحمہ اللہ فرماتے ہیں:''ہر وہ گروہ جو اللہ کی شریعت کا انکار کرے شرائع اسلام ظاہری معلومہ کا تو اس کے خلاف قتال واجب ہو جاتا ہے اگرچہ وہ کلمہ شہادت بھی پڑھتے ہوں مثلاً وہ نماز نہ پڑھیں زکوٰۃ نہ دیں روزے نہ رکھیں یا بیت اللہ کا حج نہ کریں یا وہ کہیں کہ ہم یہ کام تو کریں گے مگر شراب نوشی،زنا،سود بے حیائی نہیں چھوڑیں گے یا ہم جہاد نہیں کریں گے یا کہیں کہ ہم اہل ذمہ پر ٹیکس نہیں لگائیں گے تو ان کے خلاف بھی قتال کیا جائے گا یہاں تک کہ دین اللہ کے لئے ہو جائے''۔

(مختصر الفتاوی:167/1)

اسی طرح فرمایا:''ہر وہ گروہ جو اسلام کے شرائع ظاہر متواترہ سے نکل جائے اس کے خلاف بھی مسلمانوں کے اتفاق سے قتال واجب ہے اگر وہ وہ شہادتین کا اقراری بھی ہو اگر وہ شہادتین کا اقرار کرتا ہو مگر پانچ نمازوں کا انکار کردیں تو ان کے خلاف بھی قتال واجب ہے حتی کہ نماز پڑھنا شروع کردیں اگر زکوٰۃ سے انکار کردیں تو ان کے خلاف بھی قتال واجب ہے حتی کہ زکوٰۃ دینا شروع کردیں اسی طرح رمضان کے روزے چھوڑ دیں یا حج چھوڑ دیں تو بھی قتال واجب ہے اسی طرح وہ فواحش کی حرمت کا انکار کردیں یا زنا، جواء، شراب کی حرمت کا انکار کریں یا ان احکامات کا انکار کردیں جو خون مال، عزت وغیرہ سے متعلق ہیں اسی طرح اگر وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے انکار کردیں یا جہاد فی سبیل اللہ سے انکار کردیں یا کفار کے خلاف ٹیکس سے انکار کردیں۔اسی طرح فرمایا: اگر کوئی گروہ نمازوں کا انکار کردے یا روزوں، حج یا خون مال عزت کی حرمت سے انکار کردے یا شراب، زنا، کی حرمت سے انکار کردے مقصود یہ ہے کہ جو گروہ اللہ کی شریعت میں سے کسی ایک حکم ظاہرہ متواترہ کا انکار کردیتا ہے تو اس کے خلاف قتال کرنا واجب ہے اس پر علماء کا اتفاق ہو چکا ہے کیونکہ اس پر کتاب وسنت کے بے شمار دلائل موجود ہیں لہٰذا یہ شرط نہیں ہے کہ وہ اگر کافر ہو تو قتال ہوگا ورنہ نہیں بلکہ مجرد انکار پر ہی ان کے خلاف قتال کیا جائے گا جیسا کہ ابوبکر الجصاص رحمہ اللہ نے یہ بات واضح کردی کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کا یہ قول بتا رہا ہے کہ ان کے خلاف قتال ان کے انکار کی وجہ سے کیا جائے گا کیونکہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مانعین زکوٰۃ کے خلاف قتال دو وجوہات کی بناء پر کیا ہے پہلی وجہ کفر دوسری وجہ زکوٰۃ سے انکار کیونکہ جب انہوں نے زکوٰۃ سے انکار کردیا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس کے دو معنی اخذ کئے پہلا یہ کہ یہ لوگ اللہ کے حکم کو قبول کرنے سے انکار کررہے ہیں جو کہ کفر ہے دوسرا یہ وہ اس صدقہ کو ادا کرنے سے انکار کررہے ہیں جو ان پر واجب ہے پس ان کے خلاف قتال ان دونوں وجوہات کی بناء پر تھا اسی وجہ سے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا تھا **لو منعونی عقالاً** اگر یہ رسی بھی دینے سے انکار کریں گے تو میں ان کے خلاف قتال کروں گا چنانچہ صحابہ رضی اللہ عنہم ان کو مرتد کہا کرتے تھے اسی بناء پر ہم نے ان کو کافر کہا ہے چنانچہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے ان کی

عورتوں کولونڈیاں بنالیا اگر وہ مرتد نہ ہوتے تو صحابہ رضی اللہ عنہم کا طرز عمل یہ ہرگز نہ ہوتا اور یہ ایسی بات ہے کہ صدر اول میں اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں تھا اور نہ ہی بعد میں اختلاف ہوا یعنی اس بارے میں کہ جن لوگوں کے خلاف ابوبکر رضی اللہ عنہ نے قتال کیا وہ مرتد تھے چنانچہ سود کا لین دین کرنے والا اور اس پر ہمیشگی اختیار کرنے والا کافر ہے اگر وہ اپنی پارٹی کی وجہ سے مضبوط ہے تو امام کو چاہیئے کہ ان کے خلاف وہی اقدام کرے جو مرتدین کے خلاف کیا جاتا ہے اگرچہ یہ اہل ملت میں سے کیوں نہ ہو اگر یہ سود کی حرمت کے اقراری ہوں اور اس کو حرام سمجھ کر کر رہے ہوں تو امام ان کے خلاف قتال کرے گا حتی کہ توبہ کرلیں''۔(احکام القرآن للجصاص:193/2)

آپ نے دیکھا کہ قتال کا حکم اس بات پر موقوف نہیں ہے کہ اس گروہ کے خلاف ہوگا جو کافر ہو بلکہ ابوبکر جصاص رحمہ اللہ کے کلام سے واضح ہوتا ہے کہ سود خور کے خلاف بھی قتال ہوگا۔ یہ بات واضح ہوگئی کہ پاکستانی حکومت، افواج، میڈیا اپنی قوت سے اسلامی احکامات کو روک رہی ہے لہٰذا اور جو ان احکامات کی تنفیذ کے لئے سچی جدوجہد کررہے ہیں یہ ان کے قتال سزائیں دینے میں مصروف عمل ہیں ہر شخص یہ جانتا ہے کہ پاکستان میں رائج تمام قوانین خون، مال، زندگی سے متعلق تمام خواہشات پر مبنی ہیں ان کا شریعت سے کوئی تعلق نہیں ہے اس ملک کی حالت یہ ہے کہ یہ اپنی طاقت وقوت کے بل بوتے پر اللہ کے احکامات کو چھوڑ کر طاغوتی نظام کو نافذ کرنے میں لگے ہوئے ہیں بلکہ شرعی احکامات کے علمبرداروں کو ظلم وزیادتی کا نشانہ بنا رہے ہیں اگرچہ یہ گمان کیا جاتا ہے کہ اس مملکت کا دستور اسلامی ہے حالانکہ یہ شریعت سے مذاق، کھیل تماشے کے سوا کچھ بھی نہیں ہے کیونکہ اسلامی دستور تو اس شریعت کا نام ہے جو اللہ نے نازل کی ہے اور جس پر قولاً، فعلاً عمل کرنے کا اللہ نے حکم دیا ہے چنانچہ اسلامی دستور کو تمام شعبہ ہائے زندگی میں نافذ کرنے کی ضرورت ہے سیاست اقتصادیات میں عدالت میں غرض ہر جگہ مگر اس کا دستور تو باقی ان ممالک کی طرح طاغوتی ہے جن کا نام تو اسلامی ہے مگر عملاً غیر اسلامی طاغوتی ہیں لہٰذا اسلامی نام رکھ لینا کافی نہیں ہے جیسا کہ اللہ فرماتا ہے ﴿ ذٰلِكُمْ قَوْلُكُمْ بِاَفْوَاهِكُمْ وَاللّٰهُ يَقُوْلُ الْحَقَّ وَ هُوَ يَهْدِى السَّبِيْلُ (احزاب:4)﴾ ''یہ تمہارے مونہوں کی باتیں ہیں اور اللہ حق کہتا ہے اور وہ

راستے کی رہنمائی کرتا ہے''۔چنانچہ ان مملکتوں کا حال اس شخص کی طرح ہے جو کہتا ہے کہ میرا مرجع اسلام ہے مگر اس کی اطاعت اوراس کی طرف رجوع سے انکار کردیتا ہے کیا اس کا یہ کہنا اس کو نفع پہنچائے گا اگر یہ فائدہ بخش ہوتا تو کسی کو نہ سزا ملتی اور نہ لوگوں کی عمریں اسلامی دستور کے مطالبے میں فنا ہوتیں نہ ہی زمانے بیت جاتے۔

آپ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی سیرت پر غور کریں کہ انہوں نے کس طرح ان لوگوں کے خلاف قتال کیا جنہوں نے صرف زکوٰۃ دینے سے انکار کیا تھا جبکہ وہ باقی اسلامی احکامات کو تسلیم کرتے تھے ظاہراً و باطناً بھی مگر قرآنی حکم پر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان کے خلاف قتال کیا اور کسی قسم کے عذر کو قبول کرنے سے انکار کردیا انہوں نے یہ نہیں کہا میں انہیں اسلامی دستور کی طرف دعوت دیتا ہوں بلکہ ان کا فیصلہ تلوار سے کردیا حتی کہ انہوں نے اللہ کے فیصلے کو قبول کرلیا۔

امام ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:''قرآن کے اس حکم کی تفسیر میں ﴿خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَ تُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ (توبة:103)﴾''ان کے مال میں صدقہ لیجئے جو ان کی تطہیر اور نشوونما کرے گا اور انہیں دعائیں دیجئے بے شک آپ کی دعائیں ان کے لئے سکون کا باعث ہے''۔ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کی تاویل اور فہم فاسد رد کردی اور تمام صحابہ رضی اللہ عنہم نے بھی اور انہوں نے ان کے خلاف قتال کیا یہاں تک کہ انہوں نے زکوٰۃ خلیفہ کو ادا کردی جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں ادا کرتے تھے حتی کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا اگر یہ رسی بھی دینے سے انکار کریں گے تو میں ان کے خلاف قتال کروں گا''۔(تفسیر ابن کثیر:207/4)

آج پاکستان کی وہ اسلامی جماعتیں جو یہ مطالبہ کررہی ہیں کہ پاکستان کا دستور اسلامی شریعت کے مطابق بنایا جائے وہ ہماری بات گواہی دے رہی ہیں چنانچہ آج تمام مسلمانوں کا یہی مطالبہ بن چکا ہے مگر حکومت پاکستان کا مطالبہ اس کے برعکس ہے چنانچہ واضح نتیجہ یہ برآمد ہوا کہ پاکستان اللہ کے احکامات کو منع کررہا ہے اگرچہ بعض علماء تو اس گروہ کے خلاف بھی قتال کو واجب قرار دے چکے ہیں جو سنتوں کا انکار کرتے ہیں اگرچہ بعض جاہل ان سنتوں کو اہمیت نہیں دیتے مگر جو لوگ کامل شریعت کا

انکار کررہے ہوں؟؟ اور لوگوں پر شیطان کے قانون کی پیروی کو لازم کیا جارہا ہو اور جو اس کی مخالفت کرے اس کو سخت سزائیں دی جارہی ہوں ان کے بارے میں کیا حکم ہوگا؟؟ جبکہ اس ملک نے اپنے جاسوس، اپنے ادارے صرف ان لوگوں کے خلاف استعمال کرنا شروع کردیئے جو شریعت کا نفاذ چاہتے ہیں، آج شریعت کے نفاذ میں صرف اس حکومت کی ضد رکاوٹ ہے۔ آج ہر شخص یہ جانتا ہے کہ یہ ملک مکمل طور پر صلیب کے علمبردار امریکہ اوراس کے حواریوں کا آلہ کار بن چکا ہے اوران کی افغانستان میں جاری صلیبی جنگ میں تعاون فراہم کررہا ہے پہلے بھی افغانستان میں اسلامی امارت ٹوٹنے سے پہلے اور بعد میں بھی یہی وجہ ہے کہ افغانستان آج کامل طور پران کا مددگار بن چکا ہے جس پر امریکا مکمل بھروسہ کرتا ہے اور یہ دونوں مل کر مسلمانوں اور مجاہدین کے خلاف سازشوں، مکروفریب میں مصروف ہیں یہ بات طے ہے کہ امریکہ اپنی جدید ٹیکنالوجی، مہارت، عسکری طاقت کے باوجود اگر پاکستان ساتھ نہ دیتا تو مجاہدین کے خلاف مقابلہ کرنے کی استطاعت نہیں رکھتا تھا چنانچہ آج علماء کو ان حالات پر خاموش رہنے کے بجائے حقائق کا ادراک کرنے کی ضرورت ہے لہٰذا وہ عوام کا ذہن بنائیں اورانہیں خائن بددیانت قسم کے لوگوں سے نجات دلانے کے لئے اپنی صلاحیتیں لگائیں کیونکہ مسلمانوں کی مدد کرنا تمام مسلمانوں کے لئے حکم شرعی ہے کیونکہ تمام مسلمان ایک امت ہیں وہ سب ایک ہاتھ کی مانند بن جائیں لہٰذا انہیں حدود وقیود کی تفریق سے جدا نہیں کیا جاسکتا جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿اِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْنِ (انبیاء:92)﴾ ''بے شک یہ تمہاری امت ایک ہے میں تمہارا رب ہوں پس میری ہی عبادت کرو''۔ اور فرمایا ﴿وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَيُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اُولٰٓئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ (توبة: 71)﴾ ''مومن مرد اور مومن عورتیں بعض بعض کی سرپرست ہیں جو معروف کا حکم دیتے ہیں منکرات سے روکتے ہیں نماز قائم کرتے ہیں زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اللہ اوراس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں یہی لوگ ہیں جن پر اللہ یقیناً رحمت کرے گا بے شک اللہ غالب حکمت والا ہے''۔

نبی علیہ السلام نے فرمایا: ''اپنے بھائی کی مدد کرو ظالم کی اور مظلوم کی بھی ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ میں مظلوم کی مدد کرتا ہوں مگر ظالم کی کس طرح مدد کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کو ظلم سے روکو یہ اس کی مدد ہے''۔(متفق علیه)

نبی علیہ السلام نے فرمایا: ''مسلمان مسلمان کا بھائی ہے وہ اس پر ظلم نہیں کرتا اور نہ ہی اسے کسی دشمن کے سپرد کرسکتا ہے''۔مقصود یہ ہے کہ ملک کے ادارے مثلاً فوج ، پولیس،نشریات سب کے سب صلیبی قوتوں کے ساتھ کھڑے ہوچکے ہیں تا کہ سچے مسلمانوں کو ختم کر دیا جائے اور ہر جگہ یہ مور چہ زن ہو چکے ہیں خشکی، تری ،فضا ہر جگہ تا کہ افغانستان پاکستان کے کمزور مسلمانوں کو پامال کیا جائے اور مسلمانوں کی مسلسل نگرانی میں مصروف ہیں اور جو مجاہدین ان کے ہاتھ لگ جاتے ہیں ان کو یا تو جیل میں بند کردیتے ہیں یا نصرانی امریکہ کے حوالے کر دیتے ہیں اور وہ ان کو شدید ترین سزاؤں سے دوچار کرتے ہیں ان کی نگاہوں کے سامنے یہ قرآن مجید کی توہین تک کرتے ہیں تا کہ انہیں ذہنی تکالیف سے بھی دوچار کیا جائے حتیٰ کہ انہوں نے مردوں کے ساتھ ساتھ خواتین کو بھی ان کے سپرد کیا ہے۔

کیا ان جرائم کے بعد بھی کوئی شبہ باقی رہ جاتا ہے کہ ان کے خلاف مقاتلہ کیا جائے یا نہ کیا جائے ؟؟؟ کیا مانعین زکوٰۃ کا جرم بڑا تھا یا ان لوگوں کا؟

تیسری وجہ

پاکستانی فوج دین کی دشمن بن چکی ہے لہٰذا انہیں اس سے روکنا اور ان کے خلاف قتال واجب ہو چکا ہے۔مقصود یہ ہے کہ انہوں نے صرف شریعت اسلامیہ کو روکنے پر اکتفاء نہیں کیا بلکہ انہوں نے لوگوں کو گناہوں پر آمادہ کرنے کے لئے سخت ترین سزائیں دی ہیں تا کہ وہ فرائض واجبات کی ادائیگی سے رک جائیں اور یہ زمین پر سب سے بڑا فساد ہے بلکہ یہ ان ڈاکوؤں رہزنوں اور خون بہانے والوں سے زیادہ بڑا فساد ہے کیونکہ ڈاکوؤں کے شر وفساد سے صرف راہ گیر مخصوص لوگ متاثر ہوتے ہیں جبکہ ان کے فساد سے شہروں کے شہر متاثر ہوتے ہیں اور دین کے تمام مشمولات ،عقائد،شرائع ،اخلاقیات ،سیاست ،معاملات وغیرہ سب متاثر ہوتے ہیں ۔کیونکہ اللہ تعالیٰ نے شریعت انسانوں کی ضروریات

کی حفاظت کے لئے نازل فرمائی ہے مثلاً انسانی جان، مال، عقل، نسل ان سب کی حفاظت کیلئے اللہ نے یہ دین اور اس کے احکامات نازل کئے لہٰذا ان میں کسی چیز پر بھی جس سے زد پڑتی ہے اللہ نے اس کے لئے قوانین عقوبت مقدرہ اور غیر مقدرہ کی صورت میں مقرر کئے ہیں، عقوبت مقدرہ کو حدود اور غیر مقدرہ کو تعزیرات کہا جاتا ہے۔ اللہ نے دین کی حفاظت کے لئے مرتد کی سزا، انسانیت کی حفاظت کے لئے قصاص کا قانون، عقل کی حفاظت کیلئے حرمت شراب اور اس کی حد، نسل کی حفاظت کے لئے حدِّ زنا اور حد قذف، اور مال کی حفاظت کے لئے حد سرقہ، جیسے قوانین نازل فرمائے۔ اگر کوئی ان قوانین میں سے کسی کو پامال کرے اور وہ سلطان وقت کی دسترس سے دور ہو تو اس کو اس جرم سے روکنا واجب ہو جاتا ہے تاکہ اس کا شر و فساد ختم ہو جائے جیسا کہ یہ بات مختلف احادیث سے ثابت ہے مثلاً ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: ''ایک شخص نبی علیہ السلام کے پاس آیا اور کہا یا رسول اللہ اگر کوئی میرا مال چھیننا چاہے تو میں کیا کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اس کو مت دو اس نے کہا اگر وہ مجھ سے لڑائی کرے تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم بھی اس سے لڑو اس نے کہا اگر وہ مجھے قتل کر دے تو آپ ﷺ نے کہا تو شہید ہے اس نے کہا اگر میں قتل کر دوں تو آپ ﷺ نے فرمایا: پھر وہ مقتول جہنم میں گیا''۔ (رواہ مسلم)

سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی علیہ السلام نے فرمایا: ''جو شخص اپنے دین کی وجہ سے قتل ہو جائے وہ شہید ہے جو اپنے خون کی وجہ سے قتل ہو جائے وہ بھی شہید ہے، جو اپنے مال کی وجہ سے قتل ہو وہ بھی شہید ہے جو اپنے اہل و عیال کی حفاظت میں قتل ہو وہ بھی شہید ہے''۔

(رواہ الترمذی، ابو داؤد، والنسائی، ابن ماجہ، قال الترمذی: حدیث حسن صحیح)

اس حدیث سے پتہ چلا انسان چار ضروریات کی چیزوں کا دفاع کرے اگر کوئی ان میں سے کسی ایک پر حملہ کرے۔ دین، انسانی جان، مال، عزت۔ سوید بن مقرن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: ''نبی علیہ السلام نے فرمایا: جو ظلماً قتل ہو وہ شہید ہے''۔ (رواہ النسائی، والضیاء، رواہ احمد عن ابن عباس رضی اللہ عنہ)

جس سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ پاکستانی افواج اور اس کے تمام ادارے صریحاً شریعت رب العالمین کو روکنے اور لوگوں کو شریعت سے دور کرنے میں مصروف ہیں اور لوگوں کو مغربی اور مشرقی

شیطانی قوانین کوقبول کرنے پر مجبور کررہے ہیں تو یہ بات ثابت ہوگئی کہ ان حکومتوں کے خلاف لڑنا واجب اورضروری ہو چکا ہے اوران کی سازشوں کو طاقت کے ذریعے روکنا جتنا ممکن ہوروکنا ضروری ہے۔جب یہ بات معلوم ہوچکی کہ یہ لوگ شریعت کا نفاذ نہیں دیکھنا چاہتے بلکہ یہ لوگ تو ایسے لوگوں کے خلاف لڑرہے ہیں تو ایسی حکومت کے خلاف لڑنا خروج کرنا دین اور مال،عزت،جان کی حفاظت کے لئے لڑنا کہلائے گا جیسا کہ ایک انسان کسی ایک حملہ آور کے خلاف لڑتا ہے جو اس کے جان مال،عزت،دین پر حملہ کرر ہا ہوجیسا کہ علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:''اپنے دفاع میں لڑنے سے زیادہ اہم اس شخص کے خلاف لڑنے ہے جو آپ کے دین پر حملہ آور ہوتو اجتماعی طور پر لڑنا واجب ہے کیونکہ ایسا دشمن دین ودنیا کونقصان پہنچاتا ہے ایمان کے بعد سب سے زیادہ واجب چیز یہی ہے کہ ایسے لوگوں کوروکا جائے اس میں کوئی شرط نہیں لگائی جائے گی بلکہ ان کوحسب امکان روکا جائے گا۔

ہمارے علماء نے اس بات پر نص کیا ہے کہ ظالم حملہ آور اور پورے ملک پر حملہ آور میں فرق کرنا ضروری ہے۔ہم حکومت پاکستان کوحملہ آور صرف اس لئے نہیں قراردے رہے کہ انہوں نے لوگوں کے پشاور،وزیرستان،سوات میں گھروں کومسمار کیاان کے بچوں عورتوں کوسخت سزائیں دیں یہ تو ان کی دشمنی کا ایک مظہران کی دشمنی تو اس وقت ظاہر ہوگئی تھی جب سچے ایمان والوں نے ان کے پہلے حملہ کوروکا تھا جوانہوں نے شریعت کومعطل کرکے کیا تھا اورشریعت کے احکامات کومعطل کردیا تھا چونکہ اس حکومت نے مسلمانوں پرزبردستی شیطان کے قوانین نافذ کئے اورشیطانی پروگرام ان پران کے اخلاق وکردار کو تباہ کرنے کے لئے مسلط کئے اورشیطانی تعلیمی نظام کے ذریعے ان کی عقلیں ماؤف فکر تباہ کردی اوران پر ایسا مغربی اقتصادی نظام مسلط کردیا جس کی اسلام میں قطعاً گنجائش نہیں ہے پھر یہ تمام امور انہوں نے لوگوں پر بزورطاقت وقوت مسلط کئے یہ سب ایسے حملہ کرنے کے زمرے میں آتا ہے جس کا دفاع کرنا اوراس کے خلاف قتال کرنا ضروری ہوتا ہے۔اوراس بات کا انتظار نہیں کیا جائے گا کہ اگر یہ حملے زیادہ ہوں تو ہم کھڑے ہوں ہمارا مقصد یہ ہرگز نہیں کہ صرف ہم اس حملے کے خلاف قتال کرنا چاہتے ہیں بلکہ پاکستان کے ذرہ ذرہ پر کفر کا حملہ ہو چکا ہے جس کو روکنا ہم سب پر ضروری ہے نہ کہ

صرف پشاور، وزیرستان، سوات میں ۔یعنی صرف ان کے ظلم وزیادتی کو روکنا مقصود نہیں ہے بلکہ ان کے کفری نظاموں کو روکنا اوراس کے خلاف قتال کرنا ہمارا مقصد ہے۔ یہاں ایک اور مسئلہ بھی ہے وہ یہ کہ علماء اس بات پر متفق ہیں کہ جب دشمن شہر پر حملہ آور ہوجائے تو اس کے خلاف جہاد ضروری ہوجاتا ہے اگر وہ اس کو نکال دیں تو پھر بہتر ہے لیکن اگر نہ نکال سکیں تو پھر اس جہاد کا دائرہ تھوڑا تھوڑا کر کے وسیع ہوجاتا ہے یہاں تک کہ یہ جہاد زمین کے تمام مسلمانوں پر فرض ہوجاتا ہے جیسا کہ علامہ ابوبکر الجصاص رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ:''یہ بات تمام مسلمانوں کے عقائد کا حصہ ہے کہ جب سرحد والے دشمن کے خوف میں مبتلا ہوں اوران کے مقابلے کی ہمت نہ ہو اور یہ اپنی تباہی بچوں کا قیدی بن جانے اورعورتوں کے لونڈیاں بن جانے کا خوف رکھتے ہوں تو ایسی صورت میں تمام امت پر فرض ہوجاتا ہے کہ وہ ان کے خلاف کھڑے ہوں۔تاکہ مسلمانوں کی حفاظت ہو سکے اس میں کسی قسم کا اختلاف نہیں ہے کیونکہ اس موقع پر بیٹھنے کو کسی نے بھی مباح نہیں کہا ہے''۔(احکام القرآن:312/4)

امام قرطبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:''جب دشمن کے غلبہ کی وجہ سے زمین کے تمام چپے والوں پر جہاد فرض ہوجائے اور یہ جب تمام اہل الدار پر واجب ہوجائے کہ تو وہ نکلیں ضعیف یا ثقیل ہوکر بوڑھے نوجوان اپنی طاقت کے مطابق ہر شخص جس کا والد ہو تو وہ بغیر اجازت اور جس کا والد نہ ہو وہ بھی نکلے اور کوئی بھی ایسا شخص جو قدرت رکھتا ہو ہرگز پیچھے نہ رہے لیکن اگر اہل بلدان کے مقابلے کی قوت نہ رکھتے ہوں تو ان کے قریبی پڑوسیوں کو ان کی مدد کے لئے حسب طاقت نکلنا چاہئیے تاکہ انہیں پتہ چل جائے کہ ان کو روکنے والے موجود ہیں اسی طرح اگر انہیں پہلے سے علم ہو کہ ان کا پڑوسی دشمن کا مقابلہ کرنے میں کمزور ہے تو ان کو مدد کرنی چاہئیے مسلمان ایک ہاتھ کی طرح ہیں دشمن کے خلاف چنانچہ جب دشمن بستی والوں پر حملہ آور ہو اور بستی والے سب اس کے خلاف مقابلے کے لئے کھڑے ہوجائیں تو دوسروں سے فرضیت ختم ہوجاتی ہے اگر دشمن دارالسلام کے قریب آجائے اگرچہ وہ اس میں داخل نہ بھی ہوا ہو تو ان کے لئے نکلنا لازم ہوجاتا ہے تاکہ اللہ کا دین غالب آجائے اور دین اسلام فتح یاب ہو اور اسلامی ریاست محفوظ رہے''۔(تفسیر القرطبی:152/8)

یہ بات ہر شخص کومعلوم ہے کہ افغانستان ایک اسلامی ریاست تھی ،وہاں لوگوں کے فیصلے شریعت کے مطابق ہوتے تھے چنانچہ دنیا بھر کی عیسائی افواج جمع ہوکراس پرحملہ آور ہوئیں اوراس کوختم کردیا چنانچہ ان لوگوں کے خلاف جہاد کرنا اس کے باسیوں اوراس کے قریبی اسلامی ملک پاکستان پر بدرجہ اولیٰ فرض ہوگیا تھا کیونکہ ان کے سب سے قریب تھے اور یہ سب سے زیادہ طاقت وربھی تھے آج کی صورت اس سے مختلف نہیں تھی جب روس نے افغانستان پر کمیونزم کومسلط کرنے کے لئے حملہ کیا تھا توعلماء پاکستان نے فتویٰ دیا تھا کہ جہاد فرض عین ہوچکا ہے جس پرلوگوں نے ان کے خلاف جہاد میں بھرپورحصہ لیا تھا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ روس افغانستان سے نکلنے پرمجبور ہوگیا تھا، چنانچہ آج کے ان نصرانی فوجیوں کی بھی یہی صورتحال ہے ان کوبھی اسی طرح جہاد اجتماعی کے ذریعے نکالا جاسکتا ہے کیونکہ یہ بھی مسلمانوں مردوں عورتوں کے خون بہانے میں مصروف ہیں اس فساد سے بڑھ کرکوئی اورفساد نہیں ہوسکتا جو یہ سمجھتا ہے کہ ان عیسائیوں سے ہمیں دینی ونیاوی فائدہ پہنچ سکتا ہے ایسا سمجھنے والا گمراہ ہے اوروہ اللہ کے اس فرمان کی تکذیب کرتا ہے﴿وَالْكَافِرُوْنَ هُمُ الظَّالِمُوْنَ (بقرہ:254)﴾''اورکافر ہی حقیقی ظالم ہیں''۔اورفرمایا﴿لَا يَرْقُبُوْنَ فِيْ مُؤْمِنٍ اِلًّا وَّ لَا ذِمَّةً وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُعْتَدُوْنَ(توبۃ: 10)﴾''یہ کافرمسلمانوں کے حق میں کسی رشتہ داری کا یا عہد کا مطلق لحاظ نہیں کرتے یہی حد سے گزرنے والے ہیں''۔فرمایا﴿اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُوْنَ وَ لٰكِنْ لَّا يَشْعُرُوْنَ(بقرہ: 12)﴾''یہی لوگ فسادی ہیں لیکن یہ شعورنہیں رکھتے''۔فرمایا﴿كُلَّمَآ اَوْقَدُوْا نَارًا لِّلْحَرْبِ اَطْفَاَهَا اللّٰهُ وَ يَسْعَوْنَ فِي الْاَرْضِ فَسَادًا وَ اللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ (مائدہ:64)﴾''جب بھی انہوں نے جنگ کی آگ جلائی اللہ نے اس کوبجھایا یہ لوگ زمین میں فساد پھیلانا چاہتے ہیں اللہ فساد کرنے والوں کوپسند نہیں کرتا''۔

لہٰذا فسادیوں سے خیر کی تمنا کرنا بے وقوفی ہے۔یہ بات مشاہدہ میں آچکی ہے کہ پاکستانی افواج انٹیلی جنس کے اداروں نے ان عیسائی افواج کا بھرپورساتھ دیا بلکہ انہیں افغانستان کے مسلمانوں کے خلاف معلومات بھی فراہم کیں اور یہ ان کا اعلانیہ طور پرساتھ دیتے رہے بلکہ ان کے اسلحہ لیجانے

والوں کو سمندری اور بری فضائی حدود استعمال کرنے کی اجازت دی اور اصلاح کرنے والے مجاہدین کو انتہائی سخت جسمانی سزائیں دیں اور جو مجاہدین افغانستان جانا چاہتے تھے ان کے راستے روک دیئے اور ان کی کڑی نگرانی شروع کردی لہٰذا ان باتوں کو دیکھ کر کوئی کس طرح کہہ سکتا ہے کہ ان عیسائی افواج اور پاکستانی افواج میں کوئی فرق ہے کیونکہ یہ بھی ان کے جرائم میں برابر کے شریک ہیں کیونکہ اگر امریکی افواج کی پاکستانی افواج مدد نہ کرتی تو یہ دس فیصد بھی کامیابی حاصل نہیں کرسکتے تھے۔ہمیں یہ بات سمجھ لینی چاہیئے کہ شرعی احکام ناموں کی وجہ سے لاگو نہیں ہوتے مثلاً کسی افغانی کے خلاف قتال اس وجہ سے واجب نہیں ہوتا کہ وہ افغانی ہے پاکستانی یا امریکی ہے بلکہ ایک خاص صفت کی وجہ سے لاگو ہوتا ہے چنانچہ دشمنی ہماری طرف سے نہیں ہے بلکہ امریکہ کی طرف سے مسلط شدہ ہے علماء کرام یہ بات جانتے ہیں کہ حکم کسی کام کو انجام دینے والے اور ان کی مدد کرنے والے دونوں پر لگتا ہے مثلاً ڈاکو اور اس کا معاون حکم میں دونوں برابر ہیں دونوں پر حد جاری ہوگی جیسا کہ علامہ الہمام الحنفی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ :''اگر کوئی قتل کرتا ہے باقی صرف اس کے ساتھ کھڑے ہوتے ہیں قتل نہیں کرتے تو اس کو قتل کیا جائے گا''۔(فتح القدیر:354/2)

علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: جس کام میں معاونت کی ضرورت ہوتی ہے مل کر ڈاکہ ڈالنا جمہور علماء کا فتویٰ یہ ہے کہ دونوں پر حد لگے گی ڈاکہ مارنے والے پر اور اس کی معاونت کرنے والے پر بھی امام ابوحنیفہ اور مالک رحمہ اللہ کا فتویٰ ہے''۔(منہاج السنة:175/6)

اور مزید فرماتے ہیں کہ:''اگر کوئی جماعت ناجائز جنگ لڑ رہی ہے قتل ایک کر رہا ہے باقی جماعت اس کی معاون ہے جمہور کا فتویٰ ہے کہ سب کو قتل کیا جائے گا جبکہ ایک ضعیف قول ہے کہ صرف قتل کرنے والے کو قتل کیا جائے گا۔یہ خلفاء سے بھی منقول ہے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ربیئہ کے جنگی اور اس کے دیکھنے والے دونوں کے قتل کا حکم دیا جبکہ دیکھنے والا آنے جانے والے لوگوں پر نظر رکھ رہا تھا اس کو قتل کرنے کی وجہ یہ ہے کہ قتل کرنے والا مدد فراہم کرنے والے کی قوت سے قتل کر رہا ہے لہٰذا جب ایک جماعت مل کر لڑتی ہے اور ایک دوسرے کی مدد کرتی ہے تو ان کی قوت میں اضافہ ہوجاتا ہے اور وہ ثواب

وعقاب دونوں میں مشترک ہوجاتے ہیں‘‘۔(مجموع الفتاویٰ:311/28)

جب علماء کا متفقہ فیصلہ یہ ہے کہ ڈاکو اور اس کی معاونت کرنے والے دونوں کو سزا ہوگی اگرچہ جرم کا ارتکاب صرف ایک کررہا ہے تو پاکستانی حکومت وافواج بھی امریکی عیسائی افواج کی مدد کرکے ان کے جرم میں دہشت گردی کے خلاف جنگ قرار دے کر برابر ان کے جرم میں شریک ہیں کیونکہ یہ جنگ صرف مسلمانوں کے خلاف لڑی جارہی ہے جب یہ ان کے جرم میں شریک ہیں تو سزا میں بھی یہ برابر کے شریک ہوں گے اور عقاب یہ ہے کہ ان کے خلاف قتال وجہاد کیا جائے گا لہٰذا یہ کہنا غلط ہے کہ اس جرم میں صرف وہ افغانی شامل ہیں جنہوں نے امریکہ کا ساتھ دیا بلکہ جس جس نے بھی امریکی افواج کا ساتھ دیا ہے جرم میں سب برابر شریک ہیں۔

مقصد یہ ہے کہ آج جن صلیبی طاقتوں نے افغانستان کے مسلمانوں پر ظلم وستم کے پہاڑ ڈھائے ہیں اور ناحق خون کی ندیاں بہائی ہیں ان کی ماؤں بیٹوں، بزرگوں، بچوں کی عزتیں پامال کی ہیں یہ سب کا سب پاکستانی حکومت وافواج کے مکمل تعاون اوران کی مخبری سے ممکن ہوا ہے جو کہ یقینی طور پر ایک مجرمانہ اور ذلیل حرکت ہے لہٰذا ان کے شروفساد کو دفع کرنا ہر مسلمان کا فرض ہے کیونکہ تمام دنیا کے مسلمان ایک جسم کی مانند ہیں جنہیں حدود وقیود کی تفریق جدا نہیں کرسکتی ان میں فضیلت کی چیز تقویٰ اور عملِ صالح ہے چنانچہ نبی علیہ السلام کا فرمان ہے: ’’مومنین کی مؤدت رحم دلی، باہمی پیار کی مثال اس طرح ہے جس طرح ایک جسم اگر اس کے ایک عضو کو تکلیف ہوتی ہے تو سارا جسم پوری رات تکلیف یا بخار محسوس کرتا ہے‘‘۔(رواہ احمد ،مسلم)

لہٰذا جو دشمنی آج مسلمان افغانستان میں پارہے ہیں وہی دشمنی انہیں پاکستان میں مل رہی ہے اور افغانستان جو دشمنی اور زیادتی کررہا ہے وہی پاکستان کررہا ہے۔لہٰذا تمام مسلمانوں کے لئے ضروری ہے کہ مل کر اس کا مقابلہ کریں اور مسلمانوں کی مدد کریں۔

پاکستانی افواج کے خلاف قتال کے بہت سارے اسباب ہیں مگر میں نے تین اسباب بیان کئے ہیں کیونکہ یہ اسباب اصول کا درجہ رکھتے ہیں میرا مقصد حصر کرنا نہیں بلکہ ان کی طرف اشارہ ہی عقل

مندوں کے لئے کافی ہے۔

پاکستان کے مسلمانوں پر خاص طور پر ان کے علماء پر ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ اس واجب کو ادا کرنے کے لئے اٹھ کھڑے ہوں اللہ تعالیٰ ان کے لئے آسانیاں پیدا کرے گا،ان کے لئے اسباب وسائل پیدا فرمادے گا اورانہیں شیطان کے مکر وفریب سے بچنا چاہیئے خواہشات کی تکمیل کی بجائے شریعت کی اطاعت پر متوجہ ہوں اورانہیں یہ بات سمجھ لینی چاہیئے کہ جہاد کو چھوڑ نا بہت بڑا فتنہ ہے جیسا کہ اللہ کا فرمان ہے﴿ وَ مِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ ائْذَنْ لِّيْ وَ لَا تَفْتِنِّيْ اَلَا فِي الْفِتْنَةِ سَقَطُوْا وَ اِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيْطَةٌ بِالْكٰفِرِيْنَ(توبۃ:49)﴾''ان میں سے کوئی تو کہتا ہے کہ مجھے اجازت دیجئے مجھے فتنے میں نہ ڈالئے آگاہ رہو وہ تو فتنے میں پڑ چکے ہیں اور یقیناً دوزخ کافروں کو گھیر لینے والی ہے''۔

لہٰذا جو بھی جہاد سے راہ فرار اختیار کرے گا وہ فتنوں میں پڑ جائے گا اور ایسے فتنے جس کی انتہاء اللہ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖۤ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ(نور:63)﴾''جولوگ حکم رسول کی مخالفت کرتے ہیں انہیں ڈرنا چاہیئے کہ کہیں ان پر کوئی زبردست آفت نہ آپڑے یا انہیں دردناک عذاب نہ پہنچے''۔

ہم تمام قسم ظاہر، باطنی کے فتنوں سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں اور ہم اللہ سے سوال کرتے ہیں کہ وہ ہمیں حق پر گامزن رکھے ہدایت پر قائم رکھے جب ہم اس سے ملیں تو وہ ہم سے راضی ہو اور ہم جہاد کے راستے پر چل رہے ہوں جو ہمارے لئے گواہی دے۔

انه سميع مجيب والحمد لله اولا وآخرا

الجمعة 16/ربيع الاول /1430هجرى

اخوانکم فی الاسلام

مسلم ورلڈ ڈیٹا پروسیسنگ پاکستان